# اخــوت

# باب اول

## اخوت کے فرائض

### ۱
### بھکشوؤں کی زندگی

۱. جو آدمی میرا شاگرد بننا چاہتا ہے اسے اپنے خاندان کے ساتھ تمام براہ راست تعلقات کو ترک کر دینا چاہیے ، دنیا کو ترک کر دینا چاہیے اور اپنی دولت کو ترک کر دینا چاہیے - جس نے دھرم کے لیے اس طرح سب کچھ ترک کر دیا ہے اور جسم و ذہن کے واسطے رہنے کے لیے کوئی جگہ نہ ہو وہ میرا شاگرد بنتا ہے اور بےگھر بھائی کہلاتا ہے -

کوئی میرے دامن کو پکڑ کر میرے نقش قدم پر چلے ، لیکن اگر اس کا ذہن لالچ میں مبتلا ہو تو وہ مجھ سے دور ہے - چاہے اس کا لباس بھکشو کا ہو لیکن اگر وہ تعلیمات کو قبول نہیں کرتا ہے تو مجھ کو نہیں دیکھتا ہے -

کوئی مجھ سے ہزاروں میل دور ہو ، اگر اس کا ذہن پاکیزہ اور پرسکون ہے اور لالچ سے دور ہے تو وہ میرے نزدیک ہے - کیونکہ وہ دھرم کو دیکھتا ہے اور جو آدمی دھرم دیکھتا ہے وہ مجھ کو دیکھتا ہے -

۲. میرے شاگرد ، بےگھر بھائیوں کو ان چار ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے اور ان پر اپنی زندگی کی تعمیر کرنی چاہیے ۔
پہلا ، چیتھڑوں کو جوڑ کر بنائے گئے کپڑے پہننا ؛ دوسرا ، بھیک مانگ کر اپنا کھانا حاصل کرنا ؛ تیسرا ، پیڑ کے نیچے یا چٹان کے اوپر جہاں بھی رات ہو جائے سونا ؛ چوتھا ، پیشاب سے بنی ہوئی خاص دوا کا استعمال کرنا ۔
ہاتھ میں کشکول لیے دربدر بھیک مانگنا بھکاری کی زندگی ہے ۔ لیکن اس کے لیے نہ کسی نے بھکشو کو مجبور کیا ہے نہ حالات یا لالچ کے تحت وہ ایسا کرتا ہے ؛ ایسا وہ اپنی خواہش سے کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس دنیا کے مختلف دکھوں سے نجات پانے اور فریب سے دور رہنے کا واحد طریقہ یہی ہے ۔ کیونکہ عقیدے کی زندگی اسے نروان کی طرف لے جائے گی ۔
بھکشو کی زندگی آسان نہیں ہے ۔ اگر وہ لالچ اور غصے سے اپنے ذہن کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اور پانچ احساسات پر قابو پا نہیں سکتا تو اسے بھکشو نہیں بننا چاہیے ۔

۳. جو اپنے کو بھکشو مانتا ہے اور لوگوں سے پوچھے جانے پر بھی ایسا جواب دے کہ " میں بھکشو ہوں " وہ یقیناً یہ بھی کہہ سکتا ہے ۔
" بھکشو کی حیثیت سے جو بھی کرنا چاہیے میں کروں گا ۔ میں اس سے پرخلوص رہوں گا اور بھکشو بننے کے مقصد کے حصول کی کوشش کروں گا ۔ جو عطیات سے میری مدد کریں گے ان کا ممنون ہوں گا اور اپنی سنجیدہ اور اچھی زندگی سے انہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گا ۔"

اچھا تو وہ کونسی باتیں ہیں جو بےگھر بھائی کو کرنی چاہیے - اسے شرم اور رسوائی کے بارے میں حساس رہنا چاہیے - اسے اپنے بدن ، قول اور ذہن کو پاکیزہ رکھنا چاہیے - اسے پانچ احساسات کے دروازوں کی اچھی طرح نگرانی کرنی چاہیے - عیش و عشرت سے للچانا نہیں چاہیے - اسے اپنی تعریف یا دوسروں کی برائیاں نہیں کرنا چاہیے - اور اسے نکما یا لمبی نیند کا شکار نہیں ہونا چاہیے -

شام کو خاموشی سے بیٹھ کر دھیان کرنے اور سونے سے پہلے سیر کے لیے اسے وقت نکالنا چاہیے - رات کو سوتے وقت داہنی کروٹ لیٹ کر پیر کے اوپر پیر رکھ کر سونا چاہیے اور اس وقت اس کا آخری خیال دوسرے دن سویرے اٹھنے کے وقت کے بارے میں ہونا چاہیے - سویرے جلدی اٹھ کر اسے پھر خاموشی سے بیٹھ کر دھیان کرنے اور سیر کرنے کا وقت نکالنا چاہیے -

دن بھر اسے اپنے ذہن کو چوکس رکھ کر اپنے بدن اور ذہن کو قابو میں رکھنا چاہیے - اور اس طرح لالچ ، غصہ ، بےوقوفی ، نیند ، بےقراری ، پچھتاوا ، شک اور دوسری دنیاوی ہوسوں سے دور رہ کر ذہن کو صاف کرنا چاہیے -

اس طرح دھیان سے اعلی حکمت کو پروان چڑھاتے ہوئے دنیاوی ہوسوں کو ترک کر کے نروان کی طرف بڑھتے رہنا چاہیے ۔

۴. اگر بےگھر بھائی لالچ ، غصہ ، آزردگی ، حسد ، غرور اور دھوکے کے جال میں پھنس جائے تو وہ اس آدمی کی مانند ہے جو اپنے ہاتھ میں باریک کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک دو دھاری تلوار لیتا ہے ۔

بھکشو کے کپڑے پہننے سے ، بھیک مانگنے سے اور آسانی کے ساتھ سوتروں کو پڑھنے سے بےگھر بھائی نہیں بن سکتا ۔ وہ باہر سے تو بےگھر بھائی دکھائی دیتا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے ۔

ظاہری شکل کے لحاظ سے جو بےگھر بھائی دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود دنیاوی ہوسوں کو ترک نہیں کر سکتا وہ بےگھر بھائی نہیں ہے ۔ وہ اس بچے سے زیادہ نہیں ہے جو بھکشو کے کپڑوں میں ملبوس ہو ۔

جو اپنے ذہن کے ارتکاز اور اس پر قابو پانے کے اہل ہیں ، حکمت کے مالک ہیں ، دنیاوی ہوسوں کو ترک کر دیتے ہیں اور صرف نروان کی طرف بڑھتے رہتے ہیں وہی سچے بےگھر بھائی کہے جا سکتے ہیں ۔

سچا بےگھر بھائی تو اپنے خون کے آخری قطرے کو کھو بیٹھنے یا اپنی ہڈیوں کے ریزہ ریزہ ہونے پر بھی نروان کی منزل تک پہنچنے کا فیصلہ کرتا ہے ۔ ایسا آدمی اگر دل لگا کر کوشش کرتا رہے تو آخر میں وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچے گا اور نمایاں کام کرنے کی اہلیت سے اس کا ثبوت دے گا۔

۵. بےگھر بھائی کا مقصد بدھ کی تعلیمات کی تبلیغ کرنا ہے - اسے تمام لوگوں کو دھرم کے بارے میں تلقین کرنی چاہیے ; سوئے ہوئے لوگوں کی آنکھیں کھولنا چاہیے ; غلط خیالات کی تصحیح کرنی چاہیے ; درست نقطۂ نظر حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی مدد کرنی چاہیے ; اسے اپنی جان خطرے میں ڈال کر بھی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کہیں بھی جانا چاہیے -

لیکن دھرم کی تبلیغ کرنا آسان کام نہیں ہے ، اس لیے جو دھرم کے بارے میں سکھانا چاہتا ہے اسے بدھ کے کپڑے پہننا ، بدھ کے تخت پر بیٹھنا اور بدھ کے کمرے میں داخل ہونا چاہیے -

بدھ کے کپڑے پہننے کا مطلب ہے منکسر رہنا اور تحمل کرنا - بدھ کے تخت پر بیٹھنے کا مطلب ہے سبھی چیزوں کو بےذات اور بےاصل دیکھ کر ان سے لگاو نہ ہونا - بدھ کے کمرے میں داخل ہونے کا مطلب ہے سبھی لوگوں کو سمیٹنے والی عظیم دردمندی کا احساس رکھنا -

٦. جو لوگ بدھ کی تعلیمات سکھانا چاہتے ہیں ان کو چار باتوں کی فکر کرنی چاہیے - پہلی ، اپنے اطوار کے بارے میں ، دوسری ، اپنے اقوال کے بارے میں ، تیسری ، تبلیغ سے متعلق اپنے ارادے اور مقصد کے بارے میں ، چوتھی ، عظیم دردمندی کے بارے میں -

اول ، جو دھرم کے بارے میں وعظ کرتا ہے اس کو سب سے پہلے تحمل کی سرزمین پر اپنا قدم رکھنا چاہیے - اسے عاجز ہونا چاہیے ، انکسار برتنا چاہیے - اسے تشہیر کی طلب نہیں ہونی چاہیے - اسے ہمیشہ چیزوں کے خالی‌پن کے بارے میں سوچنا چاہیے - اور اسے کسی چیز سے بھی وابستگی نہیں ہونی چاہیے - اگر وہ یوں فکرمند رہے تو وہ صحیح کردار کا حامل ہوگا -

دوم ،لوگوں اور مواقع کے ساتھ تعلق میں احتیاط برتنی چاہیے- بدی کی زندگی بسر کرنے والوں یا صاحبان اقتدار سے گریز کرنا چاہیے- اسے جنس مخالف سے بچنا چاہیے - اسے لوگوں کے ساتھ دوستانہ انداز میں تعلق قائم کرنا چاہیے- اسے یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ چیزیں اسباب و کیفیات کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہیں اور اس مقام پر کھڑے ہو کُر اسے نہ تو کسی پر الزام لگانا چاہیے نہ گالی دینی چاہیے- نہ ان کی غلطیاں بیان کرنا چاہیے، نہ ان کی تحقیر کرنی چاہیے-

سوم، اسے اپنے ذہن کو پرسکون رکھنا چاہیے گویا بدھ اس کے روحانی باپ ہیں اور دوسرے بےگھر بھائیوں کو جو نروان کے لیے تربیت کررہے ہیں اپنے استاد کا

مقام دینا چاہیے اور ہر ایک کو نہایت دردمندی کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ پھر اسے ہرایک کو مساوی طور پر سکھانا چاہیے۔

چہارم، اسے بدھ کی طرح اپنے دردمندی کے جذبے کو بھرپور طریقے پر خود اپنا اظہار کرنے دینا چاہیے۔ خاص طور پر اسے اپنے دردمندی کے جذبے کو ان لوگوں کے لیے، جو نروان کے راستے سے بہت کم واقف ہیں، ابلنے دینا چاہیے۔ اسے ان کے نروان کے حصول کے لیے آرزو مند ہونا چاہیے۔ اور پھر بےلوث کوشش کے ساتھ ان کی دلچسپی کو جگانے کے لیے اپنی آرزو کی تکمیل کے لیے عمل کرنا چاہیے۔

## ۲
## عام پیروکار کا راستہ

۱. جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے بدھ کا شاگرد بننے کے لیے آدمی کو تین جواہرات، یعنی بدھ، دھرم اور اخوت پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔

اس لیے عام پیروکار بننے کے لیے آدمی کو بدھ پر غیر متزلزل عقیدہ رکھنا چاہیے، دھرم پر عقیدہ رکھنا، اسے پڑھنا اور ضوابط کو عملی جامہ پہنانا چاہیے اور اخوت کو پروان چڑھانا چاہیے۔

عام پیروکاروں کو پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے۔ قتل نہ کرنا، چوری نہ کرنا، حرام کاری نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا اور نشہ آور چیزیں استعمال نہ کرنا۔

عام پیروکاروں کو ان تین جواہرات پر عقیدہ رکھنے اور ضوابط کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ان جواہرات اور ضوابط پانے کے لیے مدد دینے کی ہرممکن کوشش کرنی چاہیے۔ خاص کر برادری اور دوستوں میں بدھ، دھرم اور اخوت پر عقیدہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ بھی بدھ کی دردمندی کے حصہ‌دار بنیں۔

تین جواہرات پر عقیدہ رکھنے اور ضوابط کی پابندی کرنے کا مقصد تو نروان کا حصول ہے ۔ اس لیے ان کو ہوسوں کی دنیا میں رہ کر بھی ایسی ہوسوں سے لگاو نہ رہنا چاہیے۔

عام پیروکاروں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ کسی نہ کسی وقت اپنے والدین اور گھر والوں سے جدا ہونے اور اس حیات و موت کی دنیا سے رخصت ہونے پر مجبور ہوں گے۔ ان کو اس زندگی کی چیزوں سے لگاو نہ رکھنا چاہیے اور اپنے ذہن کو نروان کی دنیا پر مرکوز کرنا چاہیے جہاں جدائی نہیں ہے۔

۲. اگر عام پیروکار بدھ کی تعلیمات سن کر سنجیدہ اور مستقل عقیدہ رکھیں تو ان کے ذہن کو ایک پرسکون خوشی ہوگی جو ان کے خارج اور داخل میں چمکے گی۔

عقیدے کا ذہن پاکیزہ اور ملائم ہے اور وہ ہمیشہ صبر اور تحمل کرتا ہے اور جھگڑے سے دور رہتا ہے اور لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ تین جواہرات پر دھیان دیتا ہے : بدھ ، دھرم اور اخوت۔ اس لیے ان کے ذہنوں میں خوشی خود بہ خود پیدا ہوتی ہے اور ہر جگہ نروان کا نور دکھائی دیتا ہے۔

چونکہ عقیدے سے وہ اور بدھ متحد ہو جاتے ہیں اور خودغرضی سے دور رہتے ہیں اس لیے ان کو ملکیت سے لگاو نہیں ہوتا اور اسی لیے ان کو روزمرہ زندگی سے نہ ڈر ہوتا اور مذمت کیے جانے سے بھی خوف‌زدہ نہیں ہوتے ۔

چونکہ ان کو اس بات پر یقین ہے کہ وہ بدھ کی سرزمین پر پیدا ہوں گے اس لیے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ چونکہ ان کو تعلیمات کی سچائی اور تقدس پر عقیدہ ہے اس لیے وہ کسی خوف کے بغیر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

چونکہ ان کا ذہن سب لوگوں کے ساتھ ہمدردی سے بھرا ہوا ہے اس لیے وہ سبھی لوگوں کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا ذہن پسند یا نا پسند کے امتیاز سے آزاد ہے اس لیے وہ پاکیزہ منصف اور ان کے ہر اچھے کام میں خوش ہوگا۔

خواہ وہ خراب حالات میں ہیں یا خوشحالی میں ان کا عقیدہ پختہ تر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ انکسارکو پروان چڑھاتے ہیں، بدھ کی تعلیمات کا

احترام کرتے ہیں، قول و عمل میں یکساں ہیں، حکمت کی رہنمائی میں چلتے ہیں اور ان کا ذہن پہاڑ کی طرح اٹل ہے تو وہ استقلال کے ساتھ نروان کے راستے پر آگے بڑھیں گے۔

اور چاہے کتنے مشکل حالات یا آلودہ ذہن کے لوگوں کے درمیان رہنے پر مجبور ہوں ، اگر وہ بدھ پر اپنے عقیدے کو پروان چڑھاتے ہیں تو وہ انھیں بہتر کاموں کی طرف لے جائیں گے۔

۳. لہذا آدمی کو سب سے پہلے بدھ کی تعلیمات سننے کی خواہش رکھنی چاہیے۔

اگر کوئی اس سے کہے " اس جلتی آگ میں سے گزرنے سے نروان حاصل ہوگا۔" تو اس کو خوشی سے اس آگ میں سے گزرنے پر آمادہ ہونا چاہیے۔

دنیا میں بھری ہوئی آگ میں سے گزرنے سے بدھ کا نام سننا کہیں زیادہ تسکین کا باعث ہوتا ہے۔

اگر ایک آدمی بدھ کی تعلیمات کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اس کو انانیت پسند یا نفس پرست نہیں ہونا چاہیے بلکہ سبھی لوگوں کے ساتھ گھری بھلائی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، اس کو قابل احترام لوگوں کا احترام کرنا چاہیے، اس کو قابل خدمت لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اور ہرآدمی سے یکساں مہربانی کا سلوک کرنا چاہیے۔

اس طرح عام پیروکاروں کو سب سے پہلے اپنے ذہن کو تربیت دینی چاہیے اور دوسروں کی باتوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح انھیں بدھ کی تعلیم کو قبول کرکے اس کو عملی جامہ پہنانا چاہیے اور دوسروں پر رشک نہیں کرنا چاہیے، دوسروں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے اور دوسرے راستوں پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔

جو لوگ بدھ پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں وہ صرف اپنے آپ ہی کا خیال کرنے سے تنگ دل ہو جاتے ہیں اور بےچین رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کو یقین ہے کہ بدھ کی عظیم حکمت اور عظیم دردمندی سبھی چیزوں پر حاوی ہے۔ اس لیے وہ ادنی سی باتوں سے پریشان نہیں ہوتے۔

۴. جو لوگ بدھ کی تعلیمات سنتے ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں وہ اپنی زندگی کو عارضی سمجھتے ہیں اور اپنے بدن کو صرف دکھوں کا اجتماع اور سبھی برائیوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کو ان سے لگاو نہیں ہوتا۔

ساتھ ہی وہ اپنے بدن کی دیکھ بھال کرنے میں غفلت نہیں کرتے۔ یہ تو اس لیے نہیں کہ ان کو جسمانی لذت حاصل کرنے کی خواہش ہے بلکہ حکمت کا حصول اور دوسروں کو راستہ بتانے کے لیے عارضی طور پر بدن کی ضرورت ہے۔

اگر وہ اپنے بدن کی دیکھ بھال نہ کریں تو ان کو لمبی زندگی حاصل نہیں ہوگی - لمبی زندگی کے بغیر وہ تعلیمات کو عملی جامہ نہیں پہنا سکیں گے

اور دوسروں کو تبلیغ نہیں دے سکیں گے۔

اگر ایک آدمی دریا کو پار کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی کشتی کا بہت خیال کرے گا۔ اگر وہ لمبا سفر کرتا ہے تو اپنے گھوڑے کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے گا۔ اسی طرح جو آدمی نروان کے حصول کی تلاش کرتا ہے اس کو اپنے بدن کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنی چاہیے۔

جو لوگ بدھ کے شاگرد ہیں ان کو سجاوٹ کے لیے کپڑے نہیں پہننا چاہیے بلکہ صرف گرمی اور سردی سے بچنے اور شرم گاہوں کو چھپانے کے لیے کپڑے پہننا چاہیے۔
ان کو لذت کے لیے کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ اپنے بدن کی پرورش کرکے تعلیم سننے، اس کو قبول کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لیے کھانا کھانا چاہیے۔

دنیاوی ہوس کے چوروں اور غلط تعلیم کے طوفانوں سے محفوظ رہنے کے لیے انھیں نروان کے گھر میں رہنا چاہیے۔ انھیں اصل مقصد کے لیے گھر کا استعمال کرنا چاہیے۔ دکھاوے کے لیے یا اپنے خودغرضانہ اعمال کو چھپانے کے لیے نہیں۔

اس طرح آدمی کو کسی چیز کی قدر اور اس کا استعمال صرف نروان اور تعلیمات کے ساتھ اس کے تعلق کی بنا پر کرنا چاہیے۔ خود غرضانہ اسباب کی وجہ سے نہ تو انھیں اپنی ملکیت میں لینا چاہیے اور نہ ان سے وابستگی پیدا کرنی چاہیے سوائے اس کے کہ وہ دوسروں تک تعلیمات پہنچانے میں مفید ہوں۔

لہذا گھر میں کنبے کے ساتھ رہتے ہوئے بھی اس کا ذہن ہمیشہ تعلیم میں لگا رہنا چاہیے - اسے سمجھداری اور ہمدردی سے کنبے کے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے ، اس کے ساتھ مختلف ذرائع سے ان کے ذہن میں عقیدہ پیدا کرنا چاہیے۔

۵۔ بدھ کی اخوت کے عام پیروکاروں کو ہر روز ان باتوں پر غور و فکرکرنا چاہیے : کیسے اپنے والدین کی خدمت کریں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کیسے رہیں، اپنے آپ پر کیسے قابو پائیں اور بدھ کی خدمت کیسے کریں۔

اپنے والدین کی بہترین خدمت کرنے کے لیے ان کو سبھی جانداروں کے ساتھ مہربان رہنے کا خیال رکھنا چاہیے۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوشی کے ساتھ رہنے کے لیے ان کو اپنی ہوس اور خود غرضانہ لذت کے خیالات سے دور رہنا چاہیے۔

موسیقی سنتے وقت ان کو تعلیم کی شیریں موسیقی کو نہیں بھولنا چاہیے اور جب گھر کی پناہ میں ہوں تو ان کو زین کی محفوظ ترین پناہ میں جانے کا خیال آنا چاہیے جہاں عقلمند آدمی تمام گندگیوں سے پناہ لیتے ہیں۔

جب عام پیروکار نذر کرتے ہیں تو اس وقت ان کو اپنے دل سے تمام لالچوں کو نکال دینا چاہیے ؛ جب وہ بھیڑ میں ہوں تو ان کے ذہن کو داناؤں کے ساتھ ہونا چاہیے؛ جب ان پر مصیبت پڑے تو انھیں اپنے ذہن کو تمام رکاوٹوں سے آزاد اور پرسکون رکھنا چاہیے۔

جب وہ بدھ میں پناہ لیں تو ان کی حکمت کو تلاش کرنا چاہیے۔

جب وہ دھرم میں پناہ لیں تو ان کو اس کی حقیقت کی تلاش کرنی چاہیے جو حکمت کے بڑے سمندر کی مانند ہے۔

جب وہ اخوت میں پناہ لیں تو ان کو اس پرامن رفاقت کی تلاش کرنی چاہیے جس میں خودغرضانہ مفادات سے کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔

کپڑے پہنتے وقت نیکی اور انکسار کا لباس بھی پہننا نہ بھولنا چاہیے۔

جب وہ پاخانہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے ذہنوں سے تمام حرص، غصہ اور حماقت کو نکال دینا چاہیے۔

اونچے پہاڑی راستے کو دیکھ کر انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ راستہ دھوکے کی دنیا کے اس پار لے جانے والا نروان کا راستہ ہے۔ نیچے کی طرف جانے والے راستے کو دیکھ کر انہیں سوچنا چاہیے کہ اس آسان راستے سے فائدہ اٹھا کر تعلیمات کی گہرائی تک پہنچ جائیں۔

جب وہ پل کو دیکھیں تو تعلیمات کا پل بنا کر لوگوں کو اس پار لے جانے کی خواہش کرنی چاہیے۔

غمزدہ آدمی کو دیکھ کر ان کو ہمیشہ بدلنے والی دنیا کی تلخی پر رونا چاہیے۔

جب وہ کسی لالچی کو دیکھیں تو اس زندگی کے دھوکوں سے چھٹکارا لے کر نروان کی حقیقی دولت پانے کی آرزو کرنی چاہیے۔

جب لذیذ کھانا ملے تو کفایت شعاری کے خیال کے ساتھ لالچ کو کم کرکے لگاو سے دور رہنے کی خواہش کرنی چاہیے۔ جب بدمزہ کھانا ملے تو لالچ کو ہمیشہ کے لیے دور کرنے کی خواہش کرنی چاہیے۔

گرمیوں کی شدید گرمی میں دنیاوی ہوس کی گرمی سے دور رہ کر نروان کی خنکی کو حاصل کرنے کی خواہش کرنی چاہیے۔ جاڑوں کی سخت سردی میں ان کو بدھ کی عظیم دردمندی کی گرمی کا خیال کرنا چاہیے۔

سوتروں کو پڑھتے وقت ان کو نہ بھولنے اور ان کی تعلیم کو عمل میں لانے کا عزم کرنا چاہیے۔

بدھ کا دھیان کرتے وقت بدھ کی طرح آنکھیں پانے کی تمنا کرنی چاہیے۔

رات کو سوتے وقت یہ خواہش کرنی چاہیے کہ بدن، ذہن اور ذہن یہ تینوں پاکیزہ اور تروتازہ رہیں ۔ صبح آنکھیں کھلنے پر یہ خواہش کریں کہ دن بھر ذہن تمام چیزوں کو سمجھنے کے لیے صاف رہے۔

٦. بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھنے والے پیروکار سبھی چیزوں کی اصل صورت، یعنی "بےاصلی" کی تعلیم کو جانتے ہیں، اس لیے وہ دنیا کے کاموں اور انسانوں کے درمیان کے مختلف معاملات کو حقیر نہیں سمجھتے بلکہ ان کو جوں کا توں قبول کر کے انہیں نروان کے لیے مناسب ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ دنیا بے معنی ہے اور پیچیدگی سے بھری ہوئی ہے جبکہ نروان کی دنیا معنی اور امن سے بھری ہوئی ہے۔ بلکہ ان کو اس دنیا کے سبھی معاملات میں نروان کے راستے کا مزہ لینا چاہیے۔

اگر ایک آدمی جہالت سے دھندلائی آنکھوں سے دیکھے تو اس کو یہ دنیا بےمعنی اور غلط نظر آتی ہے ۔ لیکن اگر شفاف حکمت سے دیکھے تو دنیا اسی صورت میں نروان کی دنیا نظر آئے گی۔

چیزوں میں بےمعنی چیز اور بامعنی چیز کا فرق نہیں ہوتا، اچھی چیز اور بری چیز کا فرق بھی نہیں ہوتا۔ انسان کی فرق کرنے والی صلاحیت سے دوئی پیدا ہوتی ہے۔

اگر ان امتیازات سے چھٹکارا حاصل کرکے ذہن کو حکمت کے نور سے روشن کیا جائے تو یہ دنیا ایک وحدت اور تمام چیزیں بامعنی نظر آئیں گی۔

۷۔ جو لوگ بدھ پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ ہر چیز میں کائنات کی وحدت کا مزہ لیتے ہیں اور اسی ذہن سے وہ تمام لوگوں کے ساتھ دردمندی محسوس کرتے ہیں اور انکسار سے دوسروں کی خدمت کرتے ہیں۔

لہذا ان کے ذہن میں غرور نہیں ہوتا بلکہ ان میں انکسار ذہن، دوسروں کی خدمت کرنے والا ذہن،زمین کی طرح سبھی چیزوں کی غیرجانب دارانہ پرورش کرنے والا ذہن،کسی شکایت کے بغیر ہر ایک کی خدمت کرنے والا ذہن، سارے دکھوں کو برداشت کرنے والا ذہن، سرگرم ذہن اور غریبوں کے ذہنوں میں بدھ کی تعلیم کے بیج بوکر ان کی خدمت کرنے سے اعلی ترین مسرت پانے والا ذہن ہوتا ہے۔

اس طرح یہ ذہن، جس کو غریبوں سے ہمدردی ہو، تمام لوگوں کی ماں بنتا ہے، تمام لوگوں کی عزت کرتا ہے، سب کو اپنے ذاتی دوست تصور کرتا ہے اور ماں باپ کی طرح ان کی عزت کرتا ہے۔

لہذا اگر ہزاروں آدمیوں کو بدھ کے پیروکاروں سے نفرت اور عداوت ہو جائے تو بھی وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ایسا نقصان بڑے سمندر میں زہر کے ایک قطرہ کی مانند ہے۔

۸۔ بدھ کا پیروکار اپنی یاد، اپنے انعکاس اور اپنی ممنونیت کی عادات کی وجہ سے مسرتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ وہ سمجھ جائے گا کہ اس کا عقیدہ خود

بدھ کی دردمندی ہے اور یہ کہ وہ بدھ کی عطا کردہ ہے۔

دنیاوی ہوس کے کیچڑ میں عقیدے کے بیج نہیں ہوتے لیکن بدھ کی دردمندی سے عقیدے کے بیج بوئے جاتے ہیں اور بدھ پر عقیدہ لانے تک وہ بیج ذہن کو پاک کرتے رہیں گے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، ایرنڈ کے درختوں کے جنگل میں چندن کا خوشبودار درخت نہیں اگتا ہے۔ اس طرح فریب کے سینے میں بدھ پر اعتقاد کا بیج نہیں اگ سکتا۔

لیکن اب وہاں خوشی کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ پھول تو دھوکے کے سینے میں ہیں لیکن ان کی جڑیں کہیں اور موجود ہیں۔ یعنی بدھ کے سینے میں موجود ہیں۔

اگر عام پیروکار کو اپنی انا سے لگاو ہوا تو اس میں لالچ ، غصہ اور جہالت پیدا ہوگی اور دوسروں پر رشک کرے گا اور ان کو نقصان پہنچائے گا۔ لیکن اگر وہ بدھ کی طرف واپس جائے تو بدھ کے لیے متذکرہ بالا عظیم تر خدمت انجام دے گا۔ یہ واقعی بیان سے باہر ہے۔

# باب دوم

## سچی طرز زندگی کا عملی راستہ

## ۱
## گھریلو زندگی

۱. یوں سوچنا غلط ہے کہ مصائب مشرق یا مغرب کی طرف سے آتی ہیں۔ ان کا سرچشمہ آدمی کے ذہن میں ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے اندر کے ذہن پر قابو پائے بغیر باہر سے آنے والے مصائب سے حفاظت کی تدبیر کرنا بڑی احمقانہ بات ہے۔

پرانے زمانے سے ایک رواج چلا آرہا ہے جس کی پابندی اب بھی عام لوگ کرتے ہیں۔ صبح جلدی اٹھ کر وہ منہ ہاتھ دھوتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر مشرق ،مغرب ،جنوب ، شمال ، نیچے اور اوپر کی چھ طرفوں کے لیے سرجھکاتے ہیں اور کسی سمت سے بھی مصائب کے نہ آنے اور دن بھر کے امن کی خواہش کرتے ہیں۔

لیکن بدھ کی تعلیم اس سے مخلتف ہے۔ بدھ ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم حقیقت کی چھ سمتوں کا احترام کریں ، عقلمندی اور نیکی کریں اور مصائب سے محفوظ رہیں۔

چھ سمتوں کے دروازوں کی حفاظت کرنے کے لیے

لوگوں کو چار اعمال کی آلودگیوں کو ترک کرنا ہوگا، چار برے ذہنوں پر قابو پانا ہوگا اور دولت کو نقصان پہنچانے والے چھ دہانوں کو بند کرنا ہوگا۔

چار اعمال کی آلودگیاں ہیں : قتل، چوری، حرام کاری اور دھوکے بازی۔

چار برے ذہن ہیں : لالچ، غصہ، جہالت اور خوف۔

دولت کو نقصان پہنچانے والے چھ دہانے ہیں : شراب پینے کی خواہش اور بےوقوفی کی حرکات، رات کو دیر تک کھیلنا، ناچ تماشے کا شوق، جوئےبازی، برے لوگوں سے میل جول اور اپنے فرائض کو نظر انداز کرنا۔

چار اعمال کی آلودگیوں کو ترک کرکے چار برے ذہنوں سے بچ کر دولت کو برباد کرنے والے چھ دہانوں کو بند کرنے کے بعد بدھ کے شاگرد سچائی کی چھ سمتوں کا احترام کرتے ہیں۔

اب سچائی کی چھ سمتیں کونسی ہیں؟ مشرق والدین اور اولاد کی سمت ہے، جنوب استاد اور شاگرد کی سمت ہے، مغرب میاں بیوی کی سمت ہے، شمال دوست کی سمت ہے، نیچے کی سمت آقا اور نوکر کی ہے اور اوپر کی سمت بدھ کے پیروکار کی ہے۔

اولاد کو اپنے والدین کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : ان کی خدمت کرنی چاہیے، خاندانی سلسلے کا احترام کرنا چاہیے، جائداد کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کی موت کے بعد ان کے لیے یادگاری رسم ادا کرنی چاہیے۔

اس کے بدلے میں والدین کو اولاد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : اپنی اولاد کو برائی سے بچانا چاہیے، اسے نیکیوں کی مثال دکھانا چاہیے، اسے تعلیم دینی چاہیے، شادی کا بندوبست کرنا چاہیے اور مناسب وقت پر اسے گھر کی جائداد کا وارث بنانا چاہیے۔ اگر والدین اور اولاد ان ضوابط کی پابندی کرتے رہیں تو خاندان ہمیشہ پرامن رہے گا۔

شاگرد کو استاد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : استاد کے آنے پر اٹھ کر سلام کرنا چاہیے، اچھی طرح خدمت کرنی چاہیے، حکم بردار ہونا چاہیے، ان کو نذر دینی چاہیے اور احترام کے ساتھ ان کی تعلیم سننا چاہیے۔

ساتھ ہی استاد کو شاگرد کے لیے پانچ باتوں کی پابندی کرنی چاہیے : اسے شاگرد کے سامنے صحیح طور پر عمل کرکے اس کی مثال بننا چاہیے، جو کچھ انھوں نے سیکھا ہے اسے صحیح طور پر سکھانا چاہیے، صحیح طور پر درس اور تعلیم دینا چاہیے ، شاگرد کو اعزازات کے لیے تیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہر طریقے سے شاگرد کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اگر اس طرح استاد اور شاگرد ان ضوابط کی پابندی کریں تو ان کے تعلقات اچھے رہیں گے۔

شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ عزت، ادب اور وفاداری کا سلوک کرنا چاہیے، گھر کے کام کاج کو

بیوی کے سپرد کرنا چاہیے اور کبھی کبھی بیوی کو آرائش کا سامان مہیا کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی بیوی کو گھر کے کام کاج میں دل لگانا چاہیے، اچھی طرح نوکروں کی نگرانی کرنی چاہیے، اپنی عصمت کی حفاظت کرنی چاہیے، شوہر کی آمدنی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اور اچھی طرح گھر کا انتظام کرنا چاہیے۔ اگر ان ضوابط کی پابندی کی جائے تو خوشحال گھر برقرار رہے گا اور لڑائی جھگڑا نہیں اٹھے گا۔

دوستوں کے درمیان باہمی ہمدردی ہونی چاہیے۔ آدمی کو اپنے دوست کے لیے ایسی چیزیں فراہم کرنی چاہییں جن کی اس کے پاس کمی ہو اور دوست کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے، ہمیشہ دوستانہ اور مخلصانہ الفاظ استعمال کرنا چاہیے۔

دوست کو برے راستے میں گرنے سے بچانا چاہیے اور اس کی جائداد اور دولت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اگر دوست مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی مدد کرنی چاہیے۔ضرورت پڑے تو دوست کے خاندان کی بھی مدد کرنی چاہیے۔ اس طرح ان کی دوستی برقرار رہے گی اور ان کی خوشیاں ساتھ ساتھ بڑھتی رہیں گی۔

آقا کو اپنے نوکر کے ساتھ ان پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے۔ اسے نوکر کو اس کی صلاحیت کے مطابق کام دینا چاہیے، اس کو مناسب تنخواہ دینی چاہیے، جب نوکر بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرنی چاہیے، خوشگوار چیزوں میں اس کو شریک کرنا چاہیے اور کبھی کبھی چھٹی دینی چاہیے۔

نوکر کو پانچ ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے ۔ اسے اپنے آقا کے اٹھنے سے پہلے اٹھنا اور آقا کے سونے کے بعد سونا چاہیے، ہمیشہ وفادار رہنا چاہیے، اپنے کام

میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے آقا کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ان ضوابط کی پابندی کی جائے تو آقا اور نوکر کے درمیان اختلاف نہیں ہوگا اور دونوں کے تعلقات پرامن رہیں گے۔

بدھ کے شاگرد کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ اس کے گھر والے بدھ کی تعلیمات کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔ انھیں اپنے بدھ مذہب کے استاد کا احترام کرنا اور خیال رکھنا چاہیے، اس کے ساتھ مودبانہ سلوک کرنا چاہیے، اس کی تعلیم سن کر اس کی پابندی کرنی چاہیے اور ہمیشہ اسے نذر کرنی چاہیے۔

اس کے بدلے میں بدھ کی تعلیم و درس دینے والے استاد کو صحیح طور پر تعلیم کو سمجھنا چاہیے، برائیوں کو دور کرکے نیکیوں پر زور دینا چاہیے، پیروکاروں کو ہموار راستہ پر لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر خاندان حقیقی تعلیم کو اپنا محور بنا کر اس راستے پر چلے تو وہ خوشحال و کامیاب ہوگا۔

ہاتھ جوڑ کر چھ سمتوں کی طرف سرجھکانے والا آدمی باہر کی مصائب سے بچنے کے لیے ایسا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے ذہن میں پیدا ہونے والی برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے ایسا کرتا ہے۔

۲. آدمی کو اپنے شناساؤں میں اس بات کی تمیز کرنی چاہیے کہ کس کے ساتھ دوستی کرے اور کس کے ساتھ نہ کرے۔

جن لوگوں سے آدمی کو میل جول نہیں کرنا چاہیے وہ ہیں لالچی، باتیں کرنے میں چالاک، خوشامدی اور فضول خرچ۔

جن لوگوں سے آدمی کو میل جول کرنا چاہیے وہ ہیں مددگار، خوشی اور دکھ دونوں میں شریک ہونے والے ، اچھی نصیحت دینے والے اور گہری ہمدردی کا احساس رکھنے والے۔

جو ہمیں راستباز رہنے کے لیے نصیحت دیتا ہے، ہمارے پیچھے ہماری فکر کرتا ہے، مصیبت میں ہمیں تسلی دیتا ہے، ضرورت پڑنے پر امدادی ہاتھ بڑھاتا ہے، رازوں کا انکشاف نہیں کرتا ہے اور ہمیشہ راہ راست کی طرف لے جاتا ہے ایسے آدمی کے ساتھ ہی دوستی کرنی چاہیے۔

ایسا دوست ملنا آسان نہیں ہوتا اور خود ایسا دوست بننے کے لیے آدمی کو سخت کوشش کرنی چاہیے۔ بھلا آدمی اپنے اچھے عمل کی وجہ سے دنیا میں سورج کی طرح چمکتا ہے۔

۳۔ کتنی ہی خدمت کرنے سے بھی بیٹا اپنے والدین کی نوازشوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا ہے۔ مثلاً اگر بیٹا اپنے دائیں کندھے پر والد کو اور بائیں کندھے پر اپنی والدہ کو رکھ کر سو سال تک چلے تو بھی ان کی شفقت کا بدل نہیں ہوسکتا۔

اور اگر وہ سو سال تک خوشبودار عطر سے اپنے والدین کے بدن کو دھوئے اور مثالی بیٹے کی طرح ان

کی خدمت کرے ، ان کے لیے تخت حاصل کرے اور ان کو دنیا کی سبھی عیش و عشرت دے تو بھی تسلی بخش طور پر ان کی نوازشوں کی تلافی نہیں ہو سکتی ۔

لیکن اگر وہ والدین کی رہنمائی کر کے ان میں بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ پیدا کرے ، ان کو غلط راستے کو چھوڑ کر درست راستے کی پیروی کرنے پر مائل کرے اور لالچ کو چھوڑ کر نذر کرنے سے خوش ہو جانے کی طرف مائل کرے تو وہ ان کو ان کی نوازشوں کا بدلہ دے سکے گا اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے زیادہ کر لیا ۔

جس گھر میں والدین کی عزت کی جاتی ہے اور ان کا احترام کیا جاتا ہے اس گھر میں بدھ رہائش پذیر ہوتے ہیں ۔

۴ . کنبہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ذہن ایک دوسرے سے بہت قریب رہتے ہیں ۔ اگر یہ ذہن ایک دوسرے کو محبت کریں گے تو کنبہ ایک گلشن کی طرح خوبصورت رہے گا لیکن اگر ذہنوں کے درمیان ہم آہنگی مفقود ہو جائے تو وہ گلشن کو برباد کرنے والی آندھی کی مانند ہو جائیں گے ۔

اگر آدمی کے کنبے میں نااتفاقی پیدا ہو جائے تو اس کو دوسروں کی مذمت نہیں کرنی چاہیے بلکہ سب سے پہلے اپنے ذہن کی پڑتال کرنی چاہیے اور درست راستے پر چلنا چاہیے ۔

۵ . پرانے زمانے میں ایک بہت ایماندار نوجوان تھا جس کے والد کی موت ہو چکی تھی اور والدہ کے ساتھ خوشحال زندگی بسر کرتا تھا ۔ پھر اس نے شادی کر لی اور والدہ ، بیٹا اور بہو ساتھ رہنے لگے ۔

شروع میں وہ سب خوشی کے ساتھ رہتے تھے لیکن چھوٹی سی غلط فہمی کی وجہ سے ساس اور بہو ایک دوسرے کو ناپسند کرنے لگیں - آخر بات یہاں تک بڑھ گئی کہ ماں نوجوان جوڑے کو چھوڑ کر اکیلی رہنے دوسری جگہ چلی گئی -

ساس کے چلے جانے کے بعد نوجوان جوڑے کے ہاں بچہ پیدا ہوا - ساس کے کان میں افواہ پڑی کہ بہو کہتی ہے - " میری ساس ہمیشہ مجھے پریشان کرتی تھی اور جب تک وہ ساتھ رہتی تھی کوئی خوشی نہیں ہوئی - لیکن اس کے چلے جانے کے بعد اس طرح خوشی کا موقع آیا -"

ساس غصے میں آ کر چلائی - " اس دنیا سے سچائی کا جنازہ نکل گیا ہے - اپنے شوہر کی ماں کو نکالنے سے خوشی کا موقع آیا تو اس کا مطلب ہے کہ دنیا الٹ گئی -"

پھر وہ چلائی - " اب ہمیں اس 'سچائی' کو دفن کرنا چاہیے -" اور دیوانے کی طرح قبرستان کی طرف چل نکلی -

یہ سن کر ایک دیوتا اس عورت کے سامنے نکل آیا اور اس نے اسے ہرطرح سے سمجھانے کی کوشش کی - لیکن ناکام رہا -

آخر میں دیوتا نے اس سے کہا - " اچھا ، تو

میں تمھاری تسلی کے لیے تمھارے پوتے اور بہو کو جلا کر مار ڈالوں گا ۔ تمھیں اس سے اطمینان ہوگا ۔"

یہ سن کر ساس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے اپنے غصے کی معافی مانگتے ہوئے پوتے اور بہو کی جان بچانے کے لیے منت کی ۔ اسی وقت بہو اور اس کے شوہر کو بوڑھی ماں کے ساتھ اپنی بےانصافیوں کا خیال آیا اور وہ دونوں اس کی تلاش میں قبرستان آئے ۔ دیوتا نے ان کے درمیان صلح کروائی اور اس کے بعد وہ خوشی کے ساتھ رہنے لگے ۔

جب تک ہم خود سچائی کو نہ چھوڑ دیں وہ ہمیشہ کے لیے مٹ نہیں جاتی ۔ کبھی کبھی لگتا ہے کہ سچائی مٹ گئی لیکن حقیقت میں وہ مٹ نہیں جاتی ۔ جب آدمی کو ایسا لگتا ہے کہ سچائی مٹ رہی ہے تو یہ اس کے ذہن سے سچائی کے مٹ جانے سے ہوتا ہے ۔

دلوں کی نااتفاقی بڑی مصیبت لاتی ہے ۔ چھوٹی سی غلط فہمی بھی آخر میں بڑی مصیبت بن جاتی ہے ۔ گھریلو زندگی میں اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے ۔

۶ . گھریلو زندگی میں روز کے خرچ کا بہت خیال کیا جانا چاہیے ۔ گھر کے ہر آدمی کو محنتی چیونٹی اور سرگرم شہد کی مکھی کی طرح محنت کرنی چاہیے ۔ کسی کو بھی دوسروں کی محنت کا محتاج نہیں رہنا چاہیے اور ان کی مہربانی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے ۔

ساتھ ہی آدمی کو اس طرح محنت سے کمائی گئی دولت کو اپنی ہی دولت سمجھ کر اپنے ہی لیے

خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں سے کچھ حصہ دوسروں کو بانٹ دینا چاہیے، کچھ حصہ ہنگامی حالت کے لیے بچا رکھنا چاہیے اور کچھ حصہ ملک، سماج اور دھرم کے مبلغوں کے لیے خرچ کر خوشی محسوس کرنا چاہیے۔

آدمی کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے کہ اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جسے "میری" کہا جا سکے۔ جو بھی چیز ایک آدمی کے پاس آتی ہے وہ سب اسباب و کیفیات سے آتی ہے اور عارضی طور پر اس کے پاس رہتی ہے۔ لہذا اس کو چاہیے کہ کسی چیز کو خودغرضی سے یا بےمقصد استعمال نہ کرے۔

۷۔ جب راجا اُدین کی رانی شیاماوتی نے آنند کو پانچ سو کپڑوں کی نذر کی تو آنند نے بڑے اطمینان سے ان کو وصول کیا۔

راجا کو یہ سن کر شک ہوا کہ کہیں آنند نے لالچ کا شکار ہو کر تو وصول نہیں کیا ہے۔ اس نے آنند کے پاس جا کر پوچھا۔ "حضور، آپ ان پانچ سو کپڑوں کو ایک ساتھ وصول کر کے کیا کریں گے؟"

آنند نے جواب دیا۔ "اے راجا، بہت سے بھکشو پھٹے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ اس لیے ان کو یہ کپڑے بانٹ دوں گا۔"

"تو پھر پھٹے ہوئے کپڑوں کا کیا کریں گے؟"
"ہم ان سے چادریں بنائیں گے۔"
"پرانی چادروں کا کیا کریں گے؟"
"ان سے ہم غلاف بنائیں گے۔"
"پرانے غلافوں کا کیا کریں گے؟"
"ہم ان سے فرش بنائیں گے۔

" ہم ان سے پاوں پونچھنے کے تولیے بنائیں گے۔"
" پرانے تولیوں کا کیا کریں گے ؟"
" ہم ان کو جھاڑو کے طور پراستعمال کریں گے۔"
" پرانے جھاڑووؤں کا کیا کریں گے ؟"
" اے مہاراج ، میں ان جھاڑووؤں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کیچ میں ملا کر گھر بناتے وقت دیوار پر پلستر کریں گے ۔"

جو بھی چیز ہمارے سپرد کی گئی اس کو احتیاط کے ساتھ کارآمد مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے ۔ کیونکہ یہ "ہماری" نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر ہمارے سپرد کی گئی ہے ۔

## ۲
## عورتوں کی زندگی

۱. دنیا میں چار قسم کی عورتیں ہیں ۔ پہلی قسم کی عورتیں وہ ہیں جو معمولی سی باتوں سے ناراض ہو جاتی ہیں ، جو متلون مزاج اور لالچی ہیں ، دوسروں کی خوشی پر رشک کرتی ہیں اور نذر کرنا نہیں جانتیں ۔

دوسری قسم کی عورتیں معمولی سی باتوں سے ناراض ہو جاتی ہیں ، متلون مزاج اور لالچی ہیں ۔ لیکن وہ دوسروں کی خوشی پر رشک نہیں کرتیں اور نذر کرنا جانتی ہیں ۔

تیسری قسم کی عورتیں فراخ دل ہیں اور اکثر ناراض نہیں ہو جاتیں ۔ وہ لالچ پر قابو پانا جانتی

ہیں لیکن دوسروں پر رشک کرنے سے باز نہیں رہ سکتیں اور نذر کرنا نہیں جانتیں -

چوتھی قسم کی عورتیں فراخ دل ہیں اور ناراض نہیں ہو جاتیں - وہ لالچ پر قابو پا سکتی ہیں اور پرسکون رہتی ہیں - وہ دوسروں پر رشک نہیں کرتیں اور نذر کرنا جانتی ہیں -

۲. شادی کرنے والی لڑکی کو مندرجہ ذیل عزم کرنا چاہیے - " مجھے اپنے ساس سسر کی عزت اور خدمت کرنی چاہیے - انھوں نے ہم دونوں کو سب فوائد پہنچائے ہیں اور وہ ہمارے محافظ ہیں - اس لیے احسان کے ساتھ ان کی خدمت کرنی چاہیے اور ہر وقت ان کی مدد کرنے کو تیار رہنا چاہیے -"

" مجھے اپنے شوہر کے استاد کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ انھوں نے میرے شوہر کو مقدس تعلیم دی ہے جس مقدس تعلیم کے بغیر ہم انسان کی زندگی بسر نہیں کر سکتے -"

" مجھے اپنے آپ کو مہذب بنانا چاہیے تاکہ میں اپنے شوہر کو سمجھ سکوں اور اس کے کام میں مدد دے سکوں - اپنے شوہر کے کام کو پرائے آدمی کا کام سمجھ کر اس کے کام سے بےتعلقی نہیں برتنا چاہیے -"

" مجھے اپنے کنبے میں کام کرنے والے سبھی نوکروں کی طبیعت ، ان کی صلاحیت اور کھانے کے ذوق کو سمجھ لینا چاہیے اور مہربانی سے ان کی

دیکھ بھال کرنی چاہیے ۔ مجھے اپنے شوہر کی آمدنی کو اچھی طرح محفوظ رکھنا اور اپنے پر خودغرضی سے کبھی فضول خرچ نہیں کرنا چاہیے ۔

۳ . شوہر اور بیوی کا تعلق صرف ان کی سہولتوں کے لیے نہیں بنایا گیا ہے ۔ یہ تو جسموں کے ایک گھر میں ایک ساتھ رہنے سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے ۔ شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ اپنے قریبی تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ہی مقدس تعلیم کے ذریعے اپنے ذہنوں کی تربیت کریں ۔

ایک بوڑھا جوڑا " مثالی جوڑا " کہلاتا تھا ۔ اس نے ایک بار بدھ کے پاس آکر ان سے کہا ۔ " حضور ، ہم بچپن میں ایک دوسرے سے آشنا ہو گئے اور ہماری شادی ہوئی اور اب تک ہماری ایک دوسرے کی پاک دامنی برقرار رہی ۔ مہربانی فرما کر اگلے جنم میں پھر ہماری شادی ہونے کا راستہ بتائیں ۔"

بدھ نے جواب دیا ۔ " اگر تم ایک ہی عقیدہ رکھو ، ایک ہی تعلیم قبول کرو ، ایک ہی طریقے سے اپنے ذہن کی تربیت کرو ، ایک ہی طرح نذر کرو اور ایک ہی حکمت رکھو تو اگلے جنم میں بھی ایک ہی ذہن سے پیدا ہو سکو گے ۔"

۴ . سجاتا ، جس کی شادی اناتھ پنڈک نامی ایک امیر تاجر کے سب سے بڑے بیٹے سے ہوئی ، بہت مغرور تھی اور دوسروں کی عزت کرنا نہیں جانتی تھی ۔ وہ اپنے شوہر اور ساس سسر کی ہدایت کی نافرمانی کرتی تھی ۔ اس لیے گھر میں نااتفاقی ہوتی رہتی تھی ۔

ایک دن بدھ اناتھ پنڈک کے گھر تشریف لائے اور گھر کی یہ حالت دیکھ کر انھوں نے سجاتا کو اپنے پاس بلا کر اس طرح تعلیم کی :

"سجاتا ، دنیا میں سات قسم کی بیویاں ہوتی ہیں - پہلی قسم کی بیوی قاتل کی مانند ہوتی ہے- اس کا ذہن گندا ہوتا ہے ، وہ اپنے شوہر کا احترام نہیں کرتی - اس کے نتیجے میں اس کا دل دوسرے مرد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے -"

" دوسری قسم کی بیوی چور کی مانند ہوتی ہے - وہ کبھی اپنے شوہر کے کام کو نہیں سمجھتی ہے - صرف اپنی عشرت کی خواہش پورا کرنے کی فکر میں رہتی ہے - وہ اپنی بھوک مٹانے کے لیے شوہر کی آمدنی کو ضائع کرتی ہے اور اس طرح شوہر کی دولت کی چوری کرتی ہے -"

" تیسری قسم کی بیوی آقا کی مانند ہوتی ہے- وہ اپنے شوہر پر طعنہ‌زنی کرتی ہے ، گھر کے کام کاج کو نظرانداز کرتی ہے اور ہمیشہ شوہر کو کھردرے الفاظ سے ڈانٹتی رہتی ہے -"

"چوتھی قسم کی بیوی ماں کی مانند ہوتی ہے- وہ اپنے شوہر کا اس طرح خیال رکھتی ہے گویا وہ اس کا بیٹا ہو ، ماں جس طرح بیٹے کی حفاظت کرتی ہے ویسے ہی اس کی حفاظت کرتی ہے اور اس کی آمدنی کو سنبھال کر خرچ کرتی ہے -"

"پانچویں قسم کی بیوی بہن کی مانند ہوتی ہے - وہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادار رہتی ہے اور بہن کی مانند انکسار اور محبت کے ساتھ اس کی خدمت کرتی ہے -"

"چھٹی قسم کی بیوی دوست کی مانند ہوتی

ہے - وہ اپنے شوہر کو دیکھ کر اتنا خوش ہوتی ہے گویا بہت دنوں کے بعد دوست سے ملاقات ہوئی ہو - وہ منکسر ہے ، اس کی حرکت درست ہے اور اپنے شوہر کا بہت احترام کرنے والی بیوی ہے -"

" ساتویں قسم کی بیوی نوکرانی کی مانند ہوتی ہے - وہ اپنے شوہر کی اچھی طرح خدمت کرتی ہے ، اس کا احترام کرتی ہے اور اس کے ہرحکم کی فرمانبرداری کرتی ہے - اس کو اپنے شوہر سے کوئی خفگی یا غصہ نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے -"

بدھ نے پوچھا- " سجاتا، تم ان میں سے کس قسم کی بیوی بننا چاہو گی ؟ "

یہ تعلیم سن کر سجاتا کو بہت شرم آئی اور پچھتاوا ہوا- اس نے جواب دیا کہ وہ آج کے بعد نوکرانی کی طرح کی بیوی بن کر اپنے شوہر کی مدد کرے گی اور اس کے ساتھ نروان کی تلاش کرے گی-

۵. امرپالی ویشالی کی امیر اور مشہور طوائف تھی اور اپنے پاس بہت سی نوجوان اور خوبصورت طوائفیں رکھتی تھی- ایک دن وہ اچھی تعلیم سننے کے لیے بدھ کی خدمت میں حاضر ہوئی-

بدھ نے اس سے فرمایا- " امرپالی، عورت کا دل آسانی سے پریشان ہو جاتا ہے اور بےراہ‌روی کا شکار ہو جاتا ہے- مرد کے مقابلے میں وہ زیادہ آسانی سے اپنی خواہشیں اور رشک کے جذبے کی اطاعت کرتی ہے-

"اس لیے مرد کے مقابلے میں عورت کے لیے نروان کے راستے پر چلنا مشکل ہے۔ خاص کر نوجوان اور خوبصورت عورت کے لیے چنداں مشکل ہے۔ تمہیں ہوس اور ترغیب پر قابو پا کر نروان کے راستے کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔"

"امرپالی، عورتوں کے لیے دولت اور محبت میں بڑی کشش ہوتی ہے۔ لیکن وہ دونوں ہرگز پایدار خزانہ نہیں ہیں۔ صرف نروان ہی پایدار خزانہ ہے۔ طاقتور آدمی پر بھی بیماری حملہ کرتی ہے، جوان بھی بڑھاپے کی اطاعت کرتا ہے اور موت زیست کا پیچھا کرتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے محبوب سے جدا ہو کر دشمن کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوجاتا ہے، پھر ہوسکتا ہے کہ آدمی جس چیز کو وہ مدتوں حاصل کرنا چاہتا ہے نہیں ملتی ہے۔ یہ اس دنیا کا قانون ہے۔"

" اس لیے ایسی دنیا میں جو تمھاری حفاظت کرتا ہے وہ صرف نروان کا راستہ ہے۔ تمہیں جلد ازجلد نروان کی تلاش کرنی چاہیے۔ "

یہ تعلیم سن کر وہ بدھ کی شاگرد بن گئی اور اس نے اخوت کو خوبصورت باغ نذر کیا۔

٦ . نروان کے راستے پر مرد اور عورت کا فرق نہیں ہوتا۔ اگر ایک عورت نروان تلاش کرنے کا فیصلہ کرے تو وہ " نروان کی متلاشی " کہلاتی ہے۔

راجا پرسین جت کی بیٹی، ایودھیا کی رانی ملکا بھی " نروان کی متلاشی " تھی۔ وہ بدھ کی تعلیم پر گہرا عقیدہ رکھتی تھی اور اس نے ان کے سامنے یہ دس قسمیں کھائیں۔

"حضور، اب نروان حاصل کرنے تک میں مقدس ضوابط نہیں توڑوں گی۔ بڑوں کے سامنے مغرور نہیں رہوں گی۔ کسی بھی آدمی سے ناراض نہیں ہوں گی۔

دوسروں کی شکل و صورت یا ان کے مال پر رشک نہیں کروں گی۔ ذہنی طور پر یا چیزوں کے معاملے میں لالچی نہیں رہوں گی۔ اپنے لیے دولت کا ذخیرہ نہیں کروں گی بلکہ جو کچھ حاصل کیا وہ غریبوں کو دے کر ان کو خوش کروں گی۔

نذر کرنا، شفقت کے ساتھ بولنا، دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کے احوال کا خیال کرنا ، یہ کرتے وقت اپنی خاطر نہیں کروں گی اور سبھی لوگوں کو غیر جانبدارانہ طریقے سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گی۔

اگر میں نے دوسروں کو تنہائی ، قید ، بیماری یا دوسری تکلیف میں مبتلا دیکھا تو اسباب اور قانون کی تشریح کرکے ان کو چھٹکارا دلانے اور انھیں خوش کرنے کی کوشش کروں گی ۔

اگر میں آدمیوں کو جانداروں کو پکڑ کر ان کے ساتھ ظلم کرتے دیکھوں یا ضوابط کی خلاف ورزی کرتے دیکھوں تو قابل سزا کو سزا دوں گی یا اگر وہ تعلیم کے اہل ہوں تو انھیں تعلیم دوں گی۔ پھر جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس کی تلافی کی کوشش کروں

گی اور اپنی پوری صلاحیت کے مطابق ان کی غلطیوں کی تصحیح کروں گی۔

"میں درست تعلیم کے حصول کو نہیں بھولوں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اگر ایک آدمی درست تعلیم بھولے گا تو حقیقت سے، جو سب پر حاوی ہے، دور ہو جائے گا اور نروان کے اس کنارے تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

" ان مصیبت زدہ لوگوں کو بچانے کے لیے میں مزید تین خواہشیں کروں گی۔

۱) میں اس حقیقی تعلیم کے ذریعے سبھی لوگوں کو سکون دوں گی اور اس نیکی کی جڑ کی وجہ سے ، مجھے کوئی بھی جنم لے، اس جنم میں درست تعلیم کی حکمت حاصل کروں گی۔"

۲) " درست تعلیم کی حکمت حاصل کرنے کے بعد میں لوگوں کو انتھک درس دوں گی۔

۳) " میں اپنے بدن، جان یا جائداد کو قربان کرکے بھی اس درست تعلیم کی حفاظت کروں گی۔"

گھریلو زندگی کی حقیقی اہمیت اسی میں ہے کہ اس میں نروان کے راستے پر چلنے کے لیے باہمی ہمت افزائی اور آپس میں مدد دی جاسکتی ہے۔ کوئی بھی معمولی عورت اگر نروان کے راستے پر چلنے کا فیصلہ کرے اور رانی ملکا کی طرح عظیم قسمیں کھائے تو واقعی وہ بھی بدھ کی عظیم شاگرد بن سکے گی۔

## ۳
## خدمت کے لیے

۱. سات تعلیمات ایسی ہیں جو ملک کو خوشحالی کی طرف لے جاتی ہے۔ پہلی، لوگوں کو بار بار جمع ہو کر سیاسی امور پر بحث کرنی اور سختی سے ملک کا دفاع کرنا چاہیے۔

دوسری، معاشرت کے سبھی طبقوں کے لوگوں کو متحد ہو کر ایک جگہ اپنے ملکی معاملات پر بحث کرنی چاہیے۔

تیسری ، لوگوں کو اپنی پرانی رسوم کا احترام کرنا چاہیے اور ان کو بغیر کسی سبب کے تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی ان کو تقریب کے قواعد کا احترام کرنا چاہیے اور عدل کو برقرار رکھنا چاہیے۔

چوتھی ، ان کو جنس کے فرق اور بزرگی کی شناخت کرنی چاہیے اور خاندانوں اور معاشرتوں کی پاکیزگی کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

پانچویں، ان کو اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنی چاہیے اور اپنے استادوں اور بزرگوں کے ساتھ وفادار رہنا چاہیے۔

چھٹی، ان کو آبا و اجداد کے مقبروں کی عزت کرنی چاہیے اور سالانہ رسوم ادا کرنی چاہیے۔

ساتویں، ان کو اخلاق کا احترام کرنے کے ساتھ نیک عمل کی عزت کرنی چاہیے اور معزز استادوں سے

تعلیم سن کر ان کو نذر کرنی چاہیے۔

کوئی بھی ملک اگر ان سات تعلیمات کی اچھی طرح پابندی کرے تو تقریباً وہ فروغ پائے گا اور دوسرے ملک اس کے ساتھ احترام کا سلوک کریں گے۔

۲. پرانے زمانے میں ایک راجا جو اپنے ملک پر نہایت کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرتا تھا۔ وہ اپنی حکمت کی وجہ سے راجا عظیم نور کہلاتا تھا۔ اس نے اپنی حکمرانی کے اصلوں کی اس طرح تشریح کی تھی۔

حکمران کے لیے اپنے ملک پر حکومت کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے آپ پر حکومت کرے۔ حکمران کو ہمدردی کے ساتھ اپنی رعایا کے سامنے آنا چاہیے، ان کو تعلیم دے کر ان کے ذہنوں سے تمام گندگیوں کو دور کرنا چاہیے اور انھیں اچھی تعلیم کی خوشی، جو دنیاوی خوشیوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے، حاصل کرانا چاہیے۔ اس سے وہ اپنی رعایا کو اچھی تعلیم دے سکتا ہے اور ان کے ذہن اور بدن کو پرسکون کر سکتا ہے۔

جب غریب لوگ اس کے پاس آئیں تو اسے اپنے خزانے کو کھول کر ان کی خواہش کے مطابق انھیں دینا چاہیے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر سبھی لالچوں اور برائیوں سے دور رہنے کی ہدایت دینی چاہیے۔

ہر آدمی اپنے ذہن کی کیفیت کے مطابق اپنا اپنا نقطۂ نظر رکھتا ہے۔ بعض لوگ اپنے شہر کو خوبصورت دیکھتے ہیں، دوسرے لوگ اس کو گندہ دیکھتے ہیں۔ یہ ان کے ذہنوں کی کیفیت پر منحصر ہے۔

جو لوگ تعلیمات کا احترام کرتے ہیں اور جن کے ذہن درست اور سادہ ہیں انھیں معمولی سے درختوں اور پتھروں میں بھی لاجورد کے نور اور رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ لالچی ہیں اور اپنے ذہن پر قابو پانا نہیں جانتے ہیں وہ سونے کے محل کی شان و شوکت سے بھی اندھے رہتے ہیں۔

رعایا کی روزمرہ زندگی میں ہر معاملہ اسی طرح ہے۔ ذہن سبھی چیزوں کا سرچشمہ ہے۔ لہذا حکمران کو سب سے پہلے اپنی رعایا کے ذہن کی تربیت کرنی چاہیے۔

۳. راجا عظیم نور کے قول کی طرح حکومت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ رعایا کے ذہن کی تربیت کروانا ہے۔

ذہن کی تربیت کا مطلب نروان کی تلاش ہے۔ اس لیے حکمران کو سب سے پہلے بدھ کی تعلیمات پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔

اگر حکمران بدھ اور ان کی تعلیمات پر عقیدہ رکھتا ہے اور نیک اور رحم دل لوگوں کی عزت کرکے ان کو نذر دیتا ہے تو جانب‌داری یا دشمنی نہیں ہوگی اور اس کے ملک میں ہمیشہ خوشحالی رہے گی۔

اگر ایک ملک خوشحال ہو تو کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور حملے کے لیے ہتھیاروں کی ضرورت بھی نہیں ہو گی۔

جب لوگ خوشحال اور مطمئن ہوں تو طبقاتی کشمکش مٹ جاتی ہے، نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، اوصاف میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کی عزت کرنے لگتے ہیں۔ لہذا لوگ اور زیادہ خوشحال ہو جاتے ہیں۔ موسم اور درجۂ حرارت ٹھیک ہو جاتا ہے ، سورج ، چاند اور ستارے معمول کے مطابق چمکتے ہیں وقت کی مناسبت سے ہوا چلتی ہے اور بارش ہوتی ہے۔ اس طرح مختلف مصائب بھی دور ہو جاتی ہیں۔

۴. راجا کا فرض اپنی رعایا کی حفاظت کرنا ہے۔ والدین کے اپنے بچوں کو پالنے کی طرح راجا اپنی رعایا کی پرورش کرتا ہے۔ جیسے والدین بچوں کے رونے سے پہلے گیلے کپڑے کو بدل کر نئے کپڑے پہناتے ہیں ویسے راجا اپنی رعایا کو شکایت کا موقع ملنے سے پہلے ہی ان کے دکھ دور کرتا ہے اور خوشی دیتا ہے۔ سچ مچ راجا کے لیے رعایا ہی ملک کا خزانہ ہے کیونکہ جب تک رعایا پرامن نہ ہو تب تک راجا کی حکومت کامل نہیں ہوتی۔

لہذا راجا ہمیشہ اپنی رعایا کا خیال کرتا ہے اور ایک لمحے کے لیے بھی ان کو بھول نہیں جاتا۔ وہ ان کی مشکلات کا خیال کرتا ہے اور ان کی خوشحالی کے لیے منصوبے بناتا ہے ۔ عقلمندی سے حکومت کرنے کے لیے اسے سبھی باتوں کا علم ہونا چاہیے۔ پانی کے بارے میں ، سیلاب کے بارے میں ، آندھی اور بارش کے بارے میں ، فصل کے بارے میں ، فصلوں کو کاٹنے کے مناسب وقت کے بارے میں اور لوگوں کی خوشیوں اور غموں کے بارے میں۔ لوگوں کو ٹھیک طرح سے انعام اورسزا

دینے کے لیے اسے برے آدمیوں کے گناہوں اور اچھے آدمیوں کی نیکیوں سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیے۔

اس طرح رعایا کے دل سے واقف ہو کر جو کچھ دینا ہے وہ ان کو موقع پر دیتا ہے۔ اور جو لینا چاہیے ان سے لیتا ہے۔ محصولات کو زیادہ سے زیادہ کم کرکے رعایا کو تسلی دینا چاہیے۔

حکمران اپنی طاقت اور شان و شوکت سے اپنی رعایا کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اس طرح رعایا پر حکومت کرتا ہے وہی راجا کہلاتا ہے۔

۵۔ اس دنیا کے راجاؤں کے راجا کو چکرورتی راجا کہتے ہیں۔ اس کا سلسلۂ خاندان سب سے پاک اور شریف ہے۔ وہ نہ صرف دنیا کی چار سمتوں پر حکومت کرتا ہے بلکہ تعلیم کی حفاظت بھی کرتا ہے۔

جہاں جہاں یہ راجا جاتا ہے وہاں جنگ ختم ہو جاتی ہے اور عداوت مٹ جاتی ہے۔ وہ تعلیم کے ذریعے اعتدالی سے حکومت کرتا ہے اور سبھی برائیوں کو ہٹا کر رعایا کو امن دیتا ہے۔

چکرورتی راجا کبھی قتل، چوری یا زناکاری نہیں کرتا۔ وہ کبھی دھوکا نہیں دیتا، دوسروں کی برائی نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا اورگپ نہیں لگاتا۔ اس کا ذہن لالچ، غصہ اور جہالت سے خالی ہے۔ وہ ان دس برائیوں کو دور کرکے ان کی جگہ دس نیکیوں کو قائم کرتا ہے۔

وہ دھرم کی بنا پر حکومت کرتا ہے اس لیے اپنی خواہش کے مطابق سب کچھ کرسکتا ہے۔ جہاں جہاں وہ جاتا ہے وہاں جنگ، عداوت اور لڑائی جھگڑا مٹ جاتا ہے۔ لہذا لوگ پرسکون اور پرامن رہتے ہیں۔ فقط اس کی موجودگی ان میں امن اور مسرت لاتی ہے۔ اس لیے وہ دھرم کا راجا کہلاتا ہے۔

کیونکہ چکرورتی راجا راجاؤں کا راجا ہے، دوسرے سبھی راجا اس کے گن گاتے ہوئے اس کی تعلیم کے مطابق اپنے اپنے ملک پر حکومت کرتے ہیں۔

اس طرح چکرورتی راجا سبھی راجاؤں سے اپنی رعایا کو امن دلوا کر دھرم کے مطابق اپنے فرائض انجام کرواتا ہے۔

٦. راجا کو مقدمے کا فیصلہ کرتے وقت ہمدردی کا خیال رکھنا چاہیے، واضح حکمت سے ہر مقدمے پر غور کرنا چاہیے اور پانچ اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے۔

یہ پانچ اصول ہیں : پہلے، اسے پیش کی گئی حقیقتوں کی سچائی کی پڑتال کرنی چاہیے۔

دوسرے، اسے یہ جانچنا چاہیے کہ معاملہ اس کے اختیار میں ہے یا نہیں۔ اگر وہ پورے اختیار سے فیصلہ دے سکے تو وہ فیصلہ موثر ہوگا لیکن اختیار کے بغیر فیصلہ دے گا تو اس سے پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اسے سازگار وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

تیسرے اسے عدل سے فیصلہ کرنا چاہیے یعنی اسے ملزم کے دل میں داخل ہو کر یہ دیکھنا چاہیے کہ جرم ارادتاً کیا گیا ہے یا غیرارادی طور پر۔ اگر غیرارادی طور پر جرم کیا گیا تو اس ملزم کو رہا کرنا چاہیے۔

چوتھے، اسے شفقت بھرے قول سے فیصلہ سنانا چاہیے تلخ قول سے نہیں۔ اس طرح اسے اعتدال سے سزا دینی چاہیے، بےاعتدالی سے نہیں۔ اسے نرم اور شفقت بھرے قول سے ملزم کو ہدایت دے کر غلطیوں پر سوچنے کا وقت دینا چاہیے۔

پانچویں، اسے ہمدردی سے فیصلہ دینا چاہیے غصے سے نہیں اور اسے جرم کی مذمت کرنی چاہیے ملزم کی نہیں۔ اسے ہمدردی کی بنا پر فیصلہ کرکے ملزم کو غلطیاں سمجھنے کا موقع دینا چاہیے۔

۷. اگر راجا کا کوئی عالی وزیر اپنے فرائض کو نظرانداز کرکے اپنے فوائد کے لیے کام کرتا ہے یا رشوت لیتا تو وہ عوامی اخلاق کے فوری زوال کا باعث بنے گا۔ لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دیں گے، طاقتور کمزور پر حملہ کرے گا، اونچا آدمی نیچے آدمی کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا یا دولت‌مند غریب سے فائدہ اٹھائے گا اور کسی بھی آدمی کے لیے عدل نہیں ہوگا۔ اس لیے مصیبت اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

ایسے ماحول میں وفادار وزیر سبکدوش ہو جائیں گے، عقلمند آدمی بھی پیچیدگیوں کے خوف سے خاموشی کا رویہ اختیار کریں گے اور صرف خوشامدی

ہی عالی عہدہ سنبھالیں گے اور وہ اپنی سیاسی طاقت کو استعمال کرکے اپنے آپ کو مالامال کریں گے اور لوگوں کی مفلسی کا خیال نہیں کریں گے۔

ان حالات میں حکومت کی قوت بےاثر ہو جاتی ہے اور اس کی صحیح پالیسیاں شکستہ ہو کر بکھر جاتی ہیں۔

ایسے غلط عہدےدار عوام کی خوشیوں کے چور ہوتے ہیں بلکہ چوروں سے بھی بدتر، کیونکہ وہ حکمران اور عوام دونوں کو فریب دیتے ہیں اور ملک کی مصیبتوں کا سبب ہوتے ہیں۔ راجا کو ایسے وزیروں کو برطرف کرکے سزا دینی چاہیے۔

لیکن ایک ملک میں جہاں ایک اچھے راجا اور منصفانہ قوانین کی حکمرانی ہو وہاں بھی بےوفائی ایک دوسری شکل میں موجود ہوتی ہے۔ وہاں ایسے بیٹے کو سب سے بڑے گناہگاروں میں شمار کیا جانا چاہیے جو صرف اپنی بیوی بچوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے والدین، جو کئی برسوں تک اسکی پرورش کرتے رہے، کی نوازشوں کو بھول جاتا ہے۔ وہ اپنے والدین کو نظرانداز کرتا ہے، ان کی چیزوں کو چھین لیتا ہے اور ان کی تعلیم کی نافرمانی کرتا ہے۔

کیونکہ والدین کی نوازشیں اتنی عظیم ہیں کہ اگر بیٹا زندگی بھر ان کی عزت اور خدمت کرے تو بھی ان کی نوازشوں کا قرض چکانا ممکن نہیں ہے ۔ جو لوگ نہ صرف اپنے حکمران سے بےوفا ہوں

بلکہ اپنے والدین کی نوازشوں کے احسان فراموش بھی ہوں انھیں سب سے برے مجرموں کے طور پر سزا دی جانی چاہیے۔

اور ایک ملک میں جہاں ایک اچھے راجا اور منصفانہ قوانین کی حکمرانی ہو وہاں ایسے آدمی سب سے برے مجرموں میں شمار ہوتے ہیں جو بدھ، دھرم اور اخوت کے تین جواہر پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں، بدھ مذہب کے مندروں کو برباد کرکے مقدس کتابوں کو جلاتے ہیں، سچے راستے کے استادوں کو پکڑ کر اپنی خدمت کرواتے ہیں اور بدھ کی مقدس تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔
کیوں ؟ یہ اس لیے ہے کہ وہ اپنی قوم کے روحانی عقیدے کو برباد کرتے ہیں جو اس کی بنیاد ہے اور اس کے اوصاف کا سرچشمہ ہے ۔ ایسے لوگ دوسروں کے عقیدے کو جلا کر اپنی قبر کھودتے ہیں۔

ان تین بےوفائیوں کے جرم سب سے سنگین ہیں۔ اس لیے مجرموں کو سخت سزا دی جانی چاہیے ۔ دوسرے جرم ان کے مقابلے میں ہلکے تصور کیے جا سکتے ہیں ۔

۸. درست تعلیم کی بنا پر حکومت کرنے والے راجا کے خلاف جب سازش ہو یا بیرونی دشمن اس کی سلطنت پر حملہ کریں تو راجا کو تین فیصلے کرنے چاہییں ۔

اسے فیصلہ کرنا چاہیے :" اول ، یہ سازش کرنے والا یا بیرونی دشمن ہماری سلطنت کے اچھے نظام اور ملکی

فلاح کو دھمکی دیتے ہیں - مجھے مسلح طاقت سے اپنی رعایا اور سلطنت کی حفاظت کرنی چاہیے -

" دوم ، افواج کے استعمال کے بغیر ان کو شکست دینے کا طریقہ دریافت کروں گا -

"سوم ، اگر ہو سکا تو میں ان کو قتل کیے بغیر زندہ پکڑنے اور ان کو غیرمسلح کرنے کی کوشش کروں گا -"

ان تین فیصلوں کو اختیار کر کے راجا کو ضروری عہدوں کے تعین اور ہدایات دینے کے بعد نہایت دانائی سے آگے بڑھنا چاہیے -

اس طرح کرنے سے سلطنت اور اس کے سپاہیوں کو راجا کی حکمت اور عظمت سے حوصلہ‌افزائی ملے گی اور وہ اس کی ثابت قدمی اور وقار کا احترام کریں گے - جب سپاہیوں کو حاضری کی ضرورت پڑے گی تو وہ جنگ کا سبب اور اس کی نوعیت کو پوری طرح سمجھیں گے - پھر وہ ہمت اور وفاداری کے ساتھ راجا کے دانا اور شفیق اقتدار اعلی کا احترام کرتے ہوئے میدان جنگ میں جائیں گے - ایسی جنگ نہ صرف فتح لائے گی بلکہ سلطنت میں خوبیوں کا اضافہ بھی ہوگا -

# باب سوم

# بدھ کی سرزمین کی تعمیر

## ۱
## اخوت کی ہم آہنگی

۱. فرض کیجیے کہ ایک وسیع اور گھری تاریکی میں ڈوبا ہوا ویرانہ ہے جہاں بےشمار جاندار اندھا دھند بھٹک رہے ہیں -
وہ تاریکی کی وجہ سے ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتے اور ہر ایک احساس تنہائی کا شکار ہو کر تنہا سہما ہوا بھٹکتا رہتا ہے - واقعی یہ قابل رحم منظر ہے -

پھر فرض کیجیے کہ ایک عظیم شخص ہاتھ میں مشعل لیے ظہور میں آتا ہے اور اردگرد کی سبھی چیزیں یکدم روشن اور واضح ہو جاتی ہیں -

اب تک تاریکی میں بھٹکتے ہوئے جاندار کھڑے ہو کر اردگرد دیکھنے لگتے ہیں اور یہ جان کر کہ آس پاس اپنے جیسے جاندار ہیں ، حیران ہو کر اور خوشی کی آواز نکال کر دوڑے دوڑے ایک دوسرے کے پاس جا کر گلے ملتے ہیں اور باتیں کر کے خوشی مناتے ہیں -

" ویرانہ " کا مطلب ہے زندگی - " تاریکی " کا مطلب ہے درست حکمت کا فقدان - جن کے ذہن میں حکمت کا نور نہ ہو وہ احساس تنہائی اور خوف کے ساتھ بھٹکتے رہتے ہیں اور تنہا پیدا ہوتے

ہیں اور تنہا مر جاتے ہیں۔ وہ اپنے آس پاس کے آدمیوں سے ملنے کے باوجود بھی ان سے پرسکون ہم آہنگی کے ساتھ میل جول کرنا نہیں جانتے اور قدرتی طور پر وہ مایوس اور ڈرپوک ہوتے ہیں -

" ایک عظیم شخص ہاتھ میں مشعل لیے ظہور میں آیا " کا مطلب ہے کہ بدھ نے انسانی صورت میں اپنی حکمت اور دردمندی کے نور سے دنیا کو منور کیا۔

اس نور میں لوگ اپنے آپ کو دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو دریافت کرتے ہیں اور انسانی رشتوں اور ہم آہنگ تعلقات کو قائم کر کے وہ خوش ہوتے ہیں۔

ہزاروں افراد کے ایک جگہ رہنے کو بھی حقیقی رفاقت نہیں کہا جا سکتا ہے جب تک لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہوں اور آپس میں ہمدردی کا احساس نہیں رکھتے ہوں -

حقیقی معاشرے میں اس کو منور کرنے والا عقیدہ اور حکمت ہوتی ہے - وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہوں ، آپس میں اعتماد کرتے ہوں اور سماجی ہم آہنگی موجود ہو -

درحقیقت ہم آہنگی ہی معاشرے یا تنظیم کی جان اور حقیقی معنی ہے -

۲ . اس دنیا میں تین قسم کی تنظیمیں ہوتی ہیں۔ پہلی قسم کی تنظیم وہ ہے جو کسی عظیم رہنما کی طاقت یا دولت کی بنا پر قائم کی گئی ہے۔

دوسری قسم کی تنظیم اس کے ارکان کی سہولت کے لیے قائم کی گئی ہے اور جب تک اس کے ارکان کو سہولت ملتی رہتی ہے اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا ہے تب تک وہ تنظیم قائم رہتی ہے -

تیسری قسم کی تنظیم اچھی تعلیمات کو اپنا جوہر اور ہم آہنگی کو اپنی جان بناتی ہے -

بےشک ان تین قسم کی تنظیموں میں سے تیسری قسم کی تنظیم ہی حقیقی تنظیم ہے - چونکہ اس تنظیم میں ارکان ایک ہی روح کے ساتھ رہتے ہیں اور اس میں سے مختلف قسم کی نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اس لیے ایسی تنظیم میں ہم آہنگی ، خوشی ، اطمینان اور خوشحالی پھیلتی ہے -

نروان پہاڑ پر ہونے والی بارش کی طرح ہے جو چھوٹے چھوٹے نالوں سے آبجو اور پھر دریا بن کر آخر میں سمندر کی موجوں میں شامل ہو جاتی ہے -

اسی طرح مختلف ماحول میں پلے ہوئے لوگ بھی ایک ہی تعلیم کی بارش میں بھیگ کر رفتہ رفتہ چھوٹے گروہوں سے تنظیم اور تنظیم سے معاشرہ بنا کر آخر میں نروان کے عظیم سمندر میں داخل ہو جاتے ہیں -

سب کے ذہن دودھ اور پانی کی طرح گھل مل جاتے ہیں اور پھر وہاں ایک ہم آہنگ اخوت پیدا ہوتی ہے -

لہذا حقیقی تعلیم ہی اس دنیا میں کامل تنظیم بنانے والی بنیادی طاقت ہے اور جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے ، وہ لوگوں کو آپس میں آشنائی دینے والا نور ہے اور لوگوں کے ذہنوں کی ناہمواریوں کو ہموار کر کے متحد کرنے کی طاقت بھی ہے -

چونکہ یہ حقیقی تنظیم بدھ کی کامل تعلیمات کی بنا پر قائم کی جاتی ہے اس لیے اس کو اخوت کہہ سکتے ہیں -

سبھی لوگوں کو ان تعلیمات کی پابندی کرنی چاہیے اور ان کے مطابق ذہن کی تربیت کرنی چاہیے- لہذا اصولی طور پر سبھی لوگ بدھ کی اس اخوت میں شامل ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہی اس کے ارکان ہیں -

۲ . اس اخوت میں دو قسم کے ارکان ہوں گے : دنیاداروں کو تعلیم دینے والے اور اس کے بدلے خوراک اور کپڑے نذر کرنے والے - یہ دونوں مل کر تعلیم کی اشاعت کریں گے اور اسے بقا دیں گے -

پھر اخوت کو کامل بنانے کے لیے اس کے ارکان کے درمیان کامل ہم‌آہنگی ہونی چاہیے - استاد عام پیروکاروں کو تعلیم دیتے ہیں اور عام پیروکار استادوں کا احترام کرتے ہیں تاکہ اس سے ان کے درمیان ہم آہنگی قائم رہے -

اخوت کے ارکان کو آپس میں محبت اور ہمدردی کے ساتھ میل‌جول کرنا چاہیے ، ہم عقیدہ افراد کے ساتھ رہنے سے خوش ہونا چاہیے اور دوسروں کا ہم نفس بننے کی کوشش کرنی چاہیے ۔

۴ . اخوت کو ہم آہنگ بنانے کے لیے چھ اصول ہیں ۔ پہلا ، قول کی صداقت ، دوسرا ، خلوص اور عمل کی نرمی ، تیسرا ، روح کی صداقت و ہمدردی ، چوتھا ، مشترکہ دولت کی مساوی تقسیم ، پانچواں ، ایک ہی پاکیزہ ضوابط کی پابندی کرنا اور چھٹا ، درست نقطۂ نظر رکھنا ۔

ان اصولوں میں درست نقطۂ نظر جوہر بن کر دوسرے پانچ اصول اس کا احاطہ کرتے ہیں ۔

اخوت کو فروغ دینے کے لیے دو قسم کے سات اصول ہیں ۔ پہلی قسم کے سات اصول گروہ کے لیے ہیں ۔

۱) ان کو بار بار اکٹھا ہو کر تعلیمات سننی چاہیے اور ان پر بحث کرنی چاہیے ۔

۲) ان کو کھلے دل سے آپس میں ملنا اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے ۔

۳) ان کو تعلیمات کا احترام کرنا چاہیے اور ضوابط کی پابندی کرنی اور ان کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

۴) بڑوں اور نوجوانوں کو آپس میں ادب کے ساتھ میل جول کرنا چاہیے ۔
۵) اپنے ذہن کی حفاظت کر کے اخلاص اور احترام کا برتاو کرنا چاہیے ۔
۶) پرسکون جگہ پر رہ کر اپنے عمل کو پاک کرنا اور دوسروں کو آگے رکھ کر ان کے پیچھے راستے پر چلنا ۔
۷) ان کو سبھی لوگوں سے محبت کرنی چاہیے ، اچھی طرح مہمان‌نوازی کرنی چاہیے اور بیماروں کی اچھی طرح تیمارداری کرنی چاہیے ۔

ان ضوابط کی پابندی کرنے والی اخوت کا کبھی زوال نہیں ہوگا ۔

دوسری قسم کے سات ضوابط ہرفرد کے لیے ہیں : ۱) اپنے ذہن کو پاک رکھ کر ضرورت سے زیادہ چیزوں کی خواہش نہیں کرنی چاہیے ۔ ۲) قناعت کو برقرار رکھ کر لالچ کو دور کرنا چاہیے ۔ ۳) تحمل کو برقرار رکھ کر بحث نہیں کرنی چاہیے ۔۴) خاموشی کو برقرار رکھ کر فضول باتیں نہیں کرنی چاہییں ۔ ۵) ضوابط کی پابندی کرنی اور مغرور نہیں ہونا چاہیے ۔ ۶) ایک ہی تعلیم کی پابندی کر کے دوسری تعلیموں کا پیچھا نہیں کرنا چاہیے ۔ ۷) روزمرہ کی زندگی میں کفایت شعار رہنا چاہیے ۔

اگر اخوت کا ہر رکن ان ضوابط کی پابندی کرے گا تو اخوت کا زوال نہیں ہوگا۔

۵. جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ، اخوت کی جان ہم آہنگی ہے اور جس میں ہم آہنگی نہ ہو اس کو اخوت نہیں کہا جا سکتا ۔ اس لیے ہر رکن کو

نہ اتفاقی نہ ہونے دینا چاہیے اور تنازعہ اٹھتے ہی اس کو فوری طور پر دور کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے ۔

خون کے داغ خون سے دھوئے نہیں جا سکتے ۔ عداوت کا خاتمہ عداوت سے نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ عداوت کو بھولنے سے ہی عداوت مٹائی جا سکتی ہے ۔

٦ . پرانے زمانے میں آفت نامی ایک راجا تھا جس کے ملک کو پڑوس کے ایک جنگ‌جو راجا برہمدت نے فتح کر لیا ۔ راجا آفت کچھ عرصے اپنی رانی اور شہزادے کے ساتھ چھپا رہا لیکن آخر دشمنوں نے اسے پکڑ لیا ۔ اس وقت خوش‌قسمتی سے شہزادہ فرار ہو گیا ۔

شہزادے نے اپنے والد کو بچانے کا موقع تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا ۔ اپنے والد کی پھانسی کے دن وہ بھیس بدل کر پھانسی کی جگہ پر گیا اور اپنے والد کی موت کو دیکھنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکا ۔

والد نے ہجوم میں اپنے بیٹے کو پہچانا اور یوں بڑبڑایا جیسے خودکلامی کر رہا ہو ۔ " دیر تک نہ ڈھونڈو ۔ جلدبازی نہ کرو ۔ عداوت کو صرف بھلانے سے ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے ۔"

اس کے بعد شہزادہ دیر تک انتقام لینے کی تجویز سوچتا رہا۔ آخر میں اس کو برہمدت کے محل میں خدمت‌گار کی نوکری ملی اور راجا کی عنایات

حاصل ہو گئی ۔

ایک دن راجا شکار پر نکلا ۔ شہزادے نے انتقام لینے کی غرض سے راجا کو اس کی فوج سے الگ کیا اور اس کے ساتھ جنگل میں گھومتا پھرا ۔ راجا سخت تھک گیا اور معتمد شہزادے کی گود میں سر رکھ کر آرام کی نیند سونے لگا ۔

شہزادے نے اپنا خنجر نکالا اور راجا کے گلے پر رکھ دیا لیکن اسی لمحے اس کو اپنے والد کا آخری قول یاد آیا اور اس کے بعد بار بار خنجر مارنے کی کوشش کرنے کے باوجود راجا کو نہ مار سکا ۔ اتنے میں اچانک راجا جاگ اٹھا اور اس نے کہا کہ اس نے ایک ڈراونا خواب دیکھا ہے جس میں راجا آفت کا بیٹا اسے مارنے کی کوشش کر رہا تھا ۔

شہزادے نے راجا کو دبوچ کر خنجر لہراتے ہوئے اپنا نام بتایا اور کہا کہ آخر آج والد کے قتل کا انتقام لینے کا وقت آگیا ہے ۔ لیکن وہ راجا کو مار نہ سکا اور خنجر کو پھینک کر راجا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا ۔

جب راجا نے شہزادے سے راجا کا آخری قول سنا تو وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے شہزادے سے معافی مانگی ۔ بعد میں اس نے شہزادے کو اس کا ملک واپس لوٹا دیا اور ان دونوں ملکوں میں بہت زمانے تک دوستانہ تعلقات رہے ۔

یہاں" دیر تک نہ ڈھونڈو " کا مطلب ہے کہ دیر تک عداوت نہیں رکھنی چاہیے - " جلدبازی نہ کرو " کا مطلب ہے کہ دوستی کو جلدی سے توڑنا نہیں چاہیے -

عداوت کو عداوت سے مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو صرف بھلانے سے ختم کیا جا سکتا ہے -

درست تعلیم کی ہم آہنگی کی بنا پر قائم شدہ اخوت میں ہر رکن کو اس کہانی کی روح کی قدر کرنی چاہیے -

نہ صرف اخوت کے ارکان کو بلکہ عام لوگوں کو بھی روزمرہ کی زندگی میں اس جذبے کی قدر کرنی چاہیے اور اس کو عملی جامہ پہنانا چاہیے -

## ۲
## بدھ کی سرزمین

۱. جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے ، اگر اخوت ہم آہنگی کے ساتھ رہنے اور بدھ کی تعلیم کی تبلیغ کرنے کا فرض نہ بھولے تو اس کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اور تعلیم پھیل جاتی ہے -

تعلیم پھیلنے کا مطلب ہے کہ اور زیادہ لوگ نروان کی تلاش کرنے لگیں گے - اور لالچ ، غصہ اور حماقت کی فوج ، جس کا سربراہ جہالت اور ہوس کا شیطان ہے ، جس کا اس دنیا میں تسلط رہا وہ پیچھے ہٹ جائے گی اور پھر حکمت ، نور ، عقیدہ

اور خوشی برسراقتدار آ جائے گی -

شیطان کی سرزمین لالچ ، تاریکی ، لڑائی جھگڑے ، جنگ ، تلوار اور خونریزی سے بھری ہوئی ہے اور حسد ، تعصب ، نفرت ، دھوکا ، خوشامد ، رازداری اور گالی سے لبریز ہے -

اب وہاں حکمت کی روشنی چمکنے لگتی ہے ، دردمندی کی بارش ہونے لگتی ہے ، عقیدہ جڑ پکڑنے لگتا ہے ، خوشی کے پھول کھلنے لگتے ہیں اور شیطان کی سرزمین ایک دم بدھ کی سرزمین بن جائے گی -

جیسے خوشگوار نسیم یا شاخوں پر کچھ پھول بہار کی آمد کی خبر دیتے ہیں ویسے جب ایک آدمی نروان حاصل کرتا ہے تو گھاس ، درخت ، پہاڑ ، دریا اور دوسری سبھی چیزیں ایک نئی زندگی حاصل کرتی ہیں -

اگر ایک آدمی کا ذہن پاک ہو جائے تو اس کے اردگرد کا ماحول بھی پاک ہو جاتا ہے -

۲ . جس زمین پر حقیقی تعلیم رائج ہے وہاں کے باشندوں کے ذہن پاکیزہ اور پرسکون رہتے ہیں - واقعی بدھ کی دردمندی سبھی لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے اور ان کی منور روح ان لوگوں کے ذہنوں سے گندگیاں دور کرتی ہے -

ایک پاکیزہ ذہن جلد گہرا ذہن بن جاتا ہے جو ارفع راستے سے موافق رکھتا ہے،ضوابط کی پابندی کرنے

والا ذہن ، تحمل کرنے والا ذہن ، محنت کرنے والا ذہن ، پرسکون ذہن ، حکمت والا ذہن ، ترس کرنے والا ذہن بن جاتا ہے اور طرح طرح کے ذرائع سے لوگوں کو نروان کی طرف لے جانے والا ذہن بھی بن جاتا ہے ۔ اسی طرح بدھ کی سرزمین تیار ہوتی ہے ۔

بیوی اور بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی کسی شخص کا گھر بدھ کے رہنے والا گھر بن جاتا ہے ۔ جو ملک معاشرتی تفریق سے مصیبتوں کا شکار ہو وہ بھی دردمندی کا ملک بن جاتا ہے جہاں بدھ برسراقتدار ہوتے ہیں ۔

ہوسوں کے داغ رکھنے والا سونے کا محل بدھ کی رہائش گاہ نہیں ہے ۔ اگر مالک مکان کا ذہن پاک ہو تو اس کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ، جس کی چھت کے سوراخوں سے چاندنی ٹپکتی ہو ، میں بھی بدھ رہیں گے ۔

ایک آدمی کے پاکیزہ ذہن پر قائم کی گئی بدھ کی سرزمین ہم عقیدوں کو اپنی طرف کھینچ کر اخوت قائم کرتی ہے ۔ ایک فرد سے خاندان ، خاندان سے گاوں ، گاوں سے قصبوں ، شہروں ، ملکوں اور آخر میں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے ۔

درحقیقت دھرم کی تعلیم کو پھیلانے کا مطلب ہے کہ بدھ کی اس سرزمین کو وسعت دینا ۔

۳. ایک پہلو سے دیکھا جائے تو یہ دنیا واقعی شیطان کی سرزمین ہے ، ہوسوں اور بےانصافیوں کی دنیا ہے اور خونریزی کا میدان ہے ۔ لیکن لوگ بدھ کے نروان پر عقیدہ رکھنے لگیں گے تو خون دودھ میں اور لالچ دردمندی میں بدل جائے گا اور پھر شیطان کی سرزمین بدھ کی پاکیزہ سرزمین بن جائے گی ۔

ایک کفگیر سے سمندر کے پانی کو خالی کرنا ناممکن سا لگتا ہے ۔ لیکن بدھ پر عقیدہ رکھنے والوں کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ چاہے کتنے جنموں کی ضرورت ہو پھر بھی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں ۔

بدھ اُس کنارے پر کھڑے انتظار کر رہے ہیں ۔ اُس کنارے کا مطلب ہے نروان کی دنیا ، جہاں لالچ ، غصہ ، جہالت ، دکھ اور اذیت نہیں ہوتی ۔ وہاں صرف حکمت کا نور چمکتا ہے اور دردمندی کی بارش ہوتی ہے ۔

یہ ایسی سرزمین ہے جہاں اس دنیا میں دکھ ، اذیت اور غم سہنے والے اور دھرم کی تبلیغ سے تھک جانے والے لوگ آرام کرتے ہیں ۔

اس سرزمین میں بےپایاں نور اور لافانی زندگی ہے ۔ جو اس جنت میں پہنچے وہ کبھی دھوکے کی دنیا میں واپس نہیں لوٹیں گے ۔

سچ مچ یہ سرزمین، جہاں پھول حکمت سے

فضا کو مہکاتے ہیں اور چڑیاں مقدس دھرم کے گیت گاتی ہیں - یہی بنی نوع انسان کی آخری منزل ہے۔

اگرچہ یہ سرزمین آرام کرنے کی جگہ ہے لیکن کاہلی کی جگہ نہیں - معطر پھول کے بستر تو کاہلی کے لیے نہیں ہوتے بلکہ تازہ دم کرنے اور آرام کرنے کے لیے ہوتے ہیں - وہاں آدمی بدھ کے نروان کی تبلیغ جاری رکھنے کے لیے توانائی اور جوش دوبارہ حاصل کر کے تازہ دم ہوتے ہیں -
بدھ کے کام کی کوئی انتہا نہیں ہے - جب تک انسان رہیں گے ، مخلوقات موجود ہوں گی اور جب تک خودغرض اور آلودہ ذہن اپنی اپنی دنیا بناتے رہیں گے اس وقت تک بدھ کے کام کی انتہا نہیں ہوگی -

اب بدھ کے بچے امتابھ بدھ کی عظیم طاقت سے اُس کنارے کی سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں - وہ دوبارہ پرعزم ہوں کہ اپنی دنیا میں واپس جائیں اور بدھ کے کام میں شریک ہوں گے -

جس طرح ایک چھوٹی سی شمع کی لو ایک کے بعد دوسری شمعوں کو مسلسل جلاتی رہے گی اسی طرح بدھ کی دردمندی کی شمع بھی انسانوں کے ذہنوں کی شمعوں کو ایک کے بعد ایک مسلسل جلاتی رہے گی -

بدھ کے بچے بھی ان کی دردمندی کو محسوس کر کے بدھ کے اس کام میں حصہ لیتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں کو نروان اور پاکیزگی تک پہنچانے اور بدھ

کی سرزمین کو خوبصورتی سے آراستہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے لیے کام کرتے رہیں گے

## ۳
## بدھ کی سرزمین میں حشمت یافتگان

۱. راجا اُدین کی رانی شیاماوتی بدھ پر گہرا عقیدہ رکھتی تھی -

وہ محل کے سب سے اندرونی حصے میں رہتی تھی اور باہر نہیں جاتی تھی - لیکن اس کی کبڑی کنیز اُترا ، جس کی قوت حافظہ عمدہ تھی ، اکثر باہر جاتی اور بدھ کی تعلیمات سنا کرتی تھی - واپس آ کر وہ رانی کو بدھ کی تعلیمات سناتی تھی اور اس سے رانی کا بدھ پر عقیدہ اور گہرا ہوتا گیا -

راجا کی دوسری رانی ماگن‌دیا شیاماوتی پر رشک کرتی تھی اور اسے مارنے کے لیے راجا اُدین سے اس کے بارے میں جھوٹی باتیں کہتی تھی - آخر راجا نے اس سے متاثر ہو کر شیاماوتی کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا -

اس وقت شیاماوتی اتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوگئی کہ راجا اس کی معصوم شکل سے متاثر ہو گیا اور دوبارہ ذہن پر قابو پا کر اپنی وحشتناک حرکت کی معافی مانگی -

ماگن‌دیا کا غصہ اور بڑھ گیا اور آخر میں اس نے راجا

کی عدم موجودگی میں بدمعاشوں کو بھیج کر شیاماوتی کے سب سے اندرونی محل میں آگ لگوا دی - رانی کو نہ حیرت ہوئی نہ خوف - اور اس نے گھبرا کر چلانے والی اپنی نوکرانیوں کو تعلیم دے کر ان کی ہمت‌افزائی کی اور پھر بدھ کی تعلیم کے مطابق سکون کے ساتھ مر گئی - کبڑی‌اترا بھی اس کے ساتھ جل کر مر گئی -

بدھ کی کئی خاتون شاگردوں میں رانی شیاماوتی کو اس کے جذبۂ دردمندی کے لحاظ سے اور اترا کو اچھی سامع ہونے کے لحاظ سے بہت سراہا گیا ہے -

۲. شاکیہ قوم کا شہزادہ مہانام ، جو بدھ کا چچیرا بھائی تھا ، بدھ کی تعلیم پر گہرا عقیدہ رکھتا تھا اور ان کے سب سے ایماندار پیرووٗں میں سے ایک تھا -

جب کوسل کے سنگ‌دل راجا ورودک نے شاکیہ قوم پر فتح حاصل کی تو مہانام نے فاتح راجا کے پاس جا کر اپنی رعایا کی جان‌بخشی کی درخواست کی - لیکن راجا نے اس کی بات نہیں مانی - تب مہانام نے تجویز کی کہ جب تک وہ تالاب میں ڈوبا رہتا ہے اس وقت تک قلعے کے دروازے کو کھول کر قیدیوں کو بھاگنے کا موقع دیا جائے -

راجا نے یہ سوچ کر اجازت دی کہ وہ تو بہت تھوڑی دیر کے لیے ہی پانی کے اندر رہ سکے گا -

جب مہانام نے تالاب میں غوطہ لگایا تو قلعے کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگنے لگے - لیکن مہانام بہت دیر کے بعد بھی پانی سے باہر نہیں نکلا۔ اس نے تالاب کے اندر اپنے بالوں کو بید کے درخت کی جڑ سے باندھ کر اپنے آپ کو قربان کرکے لوگوں کو بچا لیا تھا۔

۳. اتپل ورنا مشہور مبلغہ تھی جس کی حکمت کو مودگلیاین کی حکمت سے تشبیہ دی جاتی تھی اور ان کو تعلیم دینے سے نہیں تھکتی تھی۔

دیودت نے راجا اجات‌سترو کو ترغیب دے کر بدھ کی تعلیمات کے خلاف بغاوت کی طرف مائل کر دیا۔ لیکن بعد میں راجا بدھ کا معتقد ہو گیا اور دیودت سے دوستی کو ترک کردیا۔

ایک دن جب دیودت راجا سے ملنے کی غرض سے قلعے کے دروازے تک گیا لیکن اسے وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ اسی وقت قلعے کے دروازے سے باہر آنے والی اتپل ورنا کو دیکھ کر دیودت کو بہت غصہ آیا اور اس نے اتپل ورنا کو مار مار کر زخمی کر دیا۔

اتپل‌ورنا شدید درد کو برداشت کرکے اپنی خانقاہ میں واپس لوٹی۔ شاگردوں کو حیران اور رنجیدہ ہوتے ہوئے دیکھ کر اس نے تسلی دی۔ ” بہنو، انسانی زندگی اندیکھی ہے۔ ہر چیز سریع الزوال اور بے انا ہے۔ صرف نروان کی دنیا ہی پرسکون اور

پرامن ہے۔ تمھیں اپنی تربیت جاری رکھنی چاہیے۔"
اور وہ سکون سے چل بسی ۔

۴. اُنگلی‌مالیا نامی ایک خوفناک ڈاکو تھا جس نے کئی لوگوں کو قتل کیا تھا۔ لیکن بدھ نے اس کو بچایا اور وہ بدھ کا شاگرد بن گیا۔

ایک بار وہ بھیک کے لیے شہر میں گیا اور اپنی سابقہ بداعمالیوں کی وجہ سے اسے سخت مشکلات اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑا۔

گاوں والے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے بری طرح پیٹا لیکن وہ خون سے لت پت بدھ کے پاس واپس لوٹا اور ان کے پاوں پر گر کر شکر ادا کیا ۔

" حضور ، میرا پہلا نام' اہنسک ' تھا لیکن اپنی جہالت کی وجہ سے میں نے بہت سے لوگوں کی جانیں لیں اور ہر ایک کی انگلی کاٹ کر جمع کیا۔ اس لیے میرا نام اُنگلی‌مالیا یعنی انگلیاں جمع کرنے والا رکھا گیا۔

" اب تو میں نے بدھ، دھرم اور اخوت کے تین جواہرات پر عقیدہ رکھ کر نروان کی حکمت حاصل کی ہے۔ گھوڑے یا بیل کو چلانے کے لیے کوڑے یا رسی کا استعمال کرنا پڑتا ہے لیکن حضور نے کوڑے یا رسی یا انکڑے کے بغیر میرے ذہن کو پاک کر دیا ہے۔

"آج، حضور میں نے اپنے کیے کا پھل بھگتا ہے۔ میں نہ جینا چاہتا ہوں نہ مرنا۔ میں صرف سکون کے ساتھ وقت کا انتظار کروں گا۔"

۵. مودگلیاین سارپتر کے ساتھ بدھ کا عظیم ترین شاگرد تھا۔ جب دوسرے مذہبوں کے استادوں نے دیکھا کہ بدھ کی تعلیم کا پاک پانی لوگوں میں پھیلتا جا رہا ہے اور لوگ شوق سے اسے پی رہے ہیں تو ان کو حسد ہوا اور انھوں نے ان کی تبلیغ میں طرح کی رکاوٹیں ڈالیں۔

لیکن کوئی رکاوٹ ان کی تعلیم کے پھیلاو کو روک نہ سکی۔ تب دوسرے مذہبوں کے پیروؤں نے مودگلیاین کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

دوبار وہ بچ گیا لیکن تیسری بار دوسرے مذہب والوں نے اس کو گھیر لیا اور وہ ان کی ضربات کا شکار ہوگیا۔

اس کی ہڈیاں اور گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ پھر بھی وہ ان کے ضربوں کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرتا رہا۔ نروان کے سہارے وہ سکون کے ساتھ مر گیا۔